

نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی

مصنف الطہر

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج الحافظ

قدس سرہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم الله الرحمن الرحيم

(صلوا والصلوات علیکم یا رسول اللہ ﷺ)

نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی

تصنیف: الطیب

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! فقیر نے حضور ﷺ کی کی زندگی جس کے مفصل حالات اپنی تصنیف ”سیرت حمید کبریا ﷺ“ میں لکھے ہیں یہاں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے بطور نمونہ یہ رسالہ مدینہ پاک میں تیار کیا۔
اس کی اشاعت کے لئے ”بزمِ فیضانِ اُویسیہ“ کو تحفہ دیا۔ مولیٰ عزوجل ان عزیزوں کو دوسرے رسائل کی طرح اس رسالہ کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لئے اور ان کے لئے توشہ راہِ آخرت ہو۔ (آمین)

بجاء حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ
و اصحابہ اجمعین



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي

ابا بعد احدث شریف میں ہے کہ ”من احب شہشاكثر ذكره“ جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا زیادہ

ذکر کرتا ہے۔ فقیر اس جذبے سے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی سکی زندگی کا مختصر حال عرض کرتا ہے۔

ولادت باسعادت

رسول اکرم ﷺ سو موارِ صبح کے وقت ربیع الاول شریف کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی پیدائش پچاس یا پچپن دن

اصحاب ائیل کے واقعہ کے بعد ہوئی۔ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام حضرت

محمد (ﷺ) رکھا۔ حضرت عبدالمطلب ایک معزز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے والد صاحب کا نام ”

عبداللہ رضی اللہ عنہ“ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت غریب تھے اور وہ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے

پس آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی یتیم تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

عربوں کا رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے دیہاتی (بدوی) دایا کے پاس بھیجتے تھے تاکہ بچے شہری

امراض سے دور رہیں اور گوارے میں ہی مضبوط جسم بن جائے۔ حسب معمول دیہاتی دایاں مکہ مکرمہ آئیں انہوں نے

امیر گھروں کے بچے گود میں لے لئے۔ حضرت محمد ﷺ کو کسی نے نہ لیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نامی دایہ کو کوئی بچہ نہ ملا تو اس

نے اس خیال سے حضرت محمد ﷺ کو لے لیا تاکہ اس طرح قریش جیسے معزز خاندان سے تعلقات پیدا کر لے گی۔ حضرت

حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مکے سے گھر کی طرف سفر کے دوران کئی معجزات رونما ہوئے۔

معجزات رضاعت

(۱) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت محمد ﷺ ایک ناتواں گدھے پر سوار تھے اس گدھے میں طاقت اور تیز رفتاری آگئی

اس نے باقی سواروں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا۔

(۲) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی چھاتی میں دودھ کا نام و نشان نہ تھا اس کا اپنا بچہ بھوک پیاس سے رو رہا تھا جب بی بی حلیمہ

رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیا تو ان کی چھاتی دودھ سے بھر گئی اس نے اپنے بچے اور حضور ﷺ کو دودھ پلایا اور آپ ﷺ سکون سے سو گئے۔

(۳) بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی اُٹوٹی کا دودھ بھی خشک ہو چکا تھا جب بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو گود میں لیا تو اس کی اُٹوٹی کے پستان بھی دودھ سے بھر گئے اور حلیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند نے خوب پیٹ بھر کر اُٹوٹی کا دودھ پیا۔

(۴) جب بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا گھر پہنچی تو حضرت محمد ﷺ کی برکت سے بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بنجر زمین سرسبز و شاداب ہو گئی اور اب ان کے مویشیوں کے لئے ہر وقت گھاس موجود رہتی۔

سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپسی

دو سال کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچی لیکن آپ ﷺ کو دو یا تین سال مزید گاؤں رکھنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اجازت دے دی۔

جیسا کہ مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”ایک روز نبی کریم ﷺ دوسرے بچوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور انہوں نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اور آپ ﷺ کا دل باہر نکالا پھر دل سے ایک توہم نکال کر فرمایا یہ تم میں شیطان کا حصہ ہے پھر دل کو ایک طشت میں زمزم کے پانی سے دھونے کے بعد دل کو اس کی جگہ لوٹا دیا۔“ اُدھر بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے لوگ فوراً موقع پر پہنچے دیکھا تو آپ ﷺ کا رنگ قدرے اُترا ہوا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے مناسب سمجھا کہ بچے کو واپس ماں کے پاس پہنچا دے۔ اس واقعہ کی تفصیل اور سوالات کے جوابات ”شرح شق الصدور“ میں پڑھیے۔

ذَرِیتِیم ﷺ

سیدنا رسول اکرم ﷺ اپنی والدہ صاحبہ کے پاس چھ سال کی عمر تک رہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی غربت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہوتی مجبور ہو کر وہ بچے کے ہمراہ اپنے میکے مدینہ منورہ چلی گئیں تاکہ کھانے پینے کو کچھ تو ملے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئیں اور مکہ مکرمہ واپسی کا ارادہ کیا، اسی سفر کے دوران فوت ہو گئیں اور ابواء

کے مقام پر دفن کر دی گئیں۔ اب رسول اکرم ﷺ دونوں طرف سے یتیم ہو گئے۔ آپ ﷺ نہایت غمگین ہو گئے وہ بچوں سے گھل مل کر نہ کھیلتے بلکہ تنہائی میں اپنا وقت گزارتے۔ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی سرپرستی شروع کر دی لیکن دادا بھی دس سال کی عمر میں فوت ہو گئے اب آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اپنے گھر لے آئے۔

حالات ابوطالب

ابوطالب قریش کے سردار مانے جاتے تھے لیکن ابوطالب بھی بہت غریب تھے یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی گھر میں خوراک میسر نہ تھی پس حضور ﷺ (۸) سال کی عمر میں دوسروں کے زیر تربیت رہے آپ ﷺ فی سبیل اللہ دوسرے لوگوں کے مویشی چرایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صبح سویرے بھیڑوں اور بکریوں کو لے کر صحرا میں جاتے سارا دن تپتے صحرا میں گزارتے درختوں کے پتے اور دیگر نباتات کھا کر اپنا پیٹ بھرتے اور بکری یا بھیڑ کا دودھ پیتے۔ رات کو ابوطالب کے گھر جا کر سو جاتے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یتیم کیوں بنایا؟

جواب اس کی کئی حکمتیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جب تک کوئی خود یتیم نہ ہو اس کو ایک یتیم کی بے بسی اور تکالیف کا صحیح معنوں میں احساس نہیں ہوتا۔ ایک عرصے کے بعد آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غنی ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَمْ يَجْعَلْكَ يَتِيْمًا فَاَوَلٰى هٗ وَ جَعَلَكَ خٰلًا فَهٰذٰى هٗ وَ جَعَلَكَ غٰنِيًا فَاعْنٰى هٗ (پارہ ۳۰، سورۃ النحل، آیت ۸۶ تا ۸۷)

ترجمہ: کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

عجیب و غریب لوگ آیت مذکورہ میں **خالا** کا معنی عجیب و غریب بزرگوں نے ایسا غلط کیا کہ شرما ئیں یہود۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی **قدس سرہ** نے ایسا نفیس ترجمہ کیا کہ عیش عیش کر اٹھے یہود و ہنود۔

آپ ﷺ کے چچا ابوطالب بھی آپ ﷺ کی طرزِ ادا سے متاثر تھے ایک مرتبہ آپ ﷺ کو ملک شام کے ایک تجارتی سفر میں ساتھ لے گئے اُس وقت آپ ﷺ کی عمر **بارہ سال** تھی جب یہ تجارتی قافلہ **بصرہ** پہنچا تو ایک نامور راہب **بحیرہ** نے اس قافلہ کی میزبانی کی اور اُس نے حضور ﷺ کو ان کے اوصاف کی بناء پر پہچان لیا۔ اُس نے ابوطالب سے کہا

کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو رسول بنا کر بھیجے گا۔ ابوطالب نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ راہب نے کہا کہ یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے اور میں آپ ﷺ کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو کہ کندھے کے نیچے نرم ہڈی کے پاس سیب کی طرح ہے۔ راہب نے ابوطالب کو نصیحت کی کہ انہیں شام نہ لے جاؤ کیونکہ یہود سے خطرہ ہے۔ ابوطالب نے راہب کی نصیحت کے مطابق آپ ﷺ کو واپس مکہ بھیج دیا۔

فائدہ ﷺ سابقہ امتوں اور لوگوں میں آپ ﷺ کی اتنی شہرت تھی کہ انہیں اپنی اولاد میں شک ہو سکتا تھا لیکن آپ ﷺ کے بارے میں ذرہ برابر شک نہ تھا۔

نظام خلق کی بنیاد ﷺ اُس زمانے میں مکہ مکرمہ میں کوئی نظام نہ تھا۔ ہر قبیلہ اپنے مسائل کو اپنی استطاعت کے مطابق خود ہی حل کرتا تھا جب ایک طاقتور قبیلہ ایک کمزور قبیلہ پر زیادتی کرتا تو کمزور قبیلہ بے بس ہو کر بیٹھ جاتا مثلاً ایک امیر آدمی نے ایک غریب آدمی کی لڑکی جبراً اٹھائی اس غریب آدمی کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ اپنی مظلوم لڑکی کو حاصل کر سکے۔ حضور ﷺ غریبوں پر یہ ظلم و ستم نہ دیکھ سکے۔ یہ آپ ﷺ کی جوانی کا زمانہ تھا۔ آپ ﷺ نے چند اور نوجوانوں کو جمع کیا اور ایک ایسا ادارہ قائم کیا جو کمزور اور مظلوم لوگوں کی بغیر کسی اجرت کے مدد کرتا۔ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں بہت کامیاب ہوا اس سے مظلوموں کی داد دہی ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنی فراست اور عمل سے مکہ مکرمہ کے سماجی نظام میں انقلاب برپا کر دیا۔ معاشرتی، سماجی اور روایتی زنجیروں کو توڑنا بہت مشکل کام ہے لیکن آپ ﷺ جوانی میں ہی اتنا بڑا کام کر کے مظلوموں اور بے کسوں کا سہارا بنے اس سے بڑھ کر اور کارنامے فقیر کے رسالے ”حضور ﷺ کی نورانی جوانی“ میں پڑھیے۔

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے وابستگی ﷺ آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کے باعث آپ ﷺ نے ہر شہری کے دل میں گھر کر لیا۔ مکہ مکرمہ میں خدیجہ خاتون ایک بیوہ عورت تھی اس نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کا مال تجارت کے لئے شام لے جائیں۔ آپ ﷺ نے اس کی عرض قبول کر لی شام کے سفر کے دوران آپ ﷺ کا گزر دو بارہ اسی گرجے سے ہوا۔ بحیرہ فوت ہو چکا تھا لیکن ایک اور راہب نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور بحیرہ کے الفاظ دہرائے اور پھر کہا کہ عنقریب ایک نبی آنے والے ہیں جو کہ بُست پرستی کو ختم کر کے ایک سچے

دین کا پرچار کریں گے۔

(اس راہب کی تفصیلی کہانی فقیر کے سفرنامہ ”شام و عراق“ میں پڑھیے)

جب آپ ﷺ تجارتی مال لے کر شام پہنچے تو تجارتی کاروبار میں بہت منافع ہوا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دوبارہ ان کے تجارتی وفد کی قیادت کریں۔ آپ ﷺ نے اُس عرض کو بھی قبول کر لیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا میسرہ نامی غلام دونوں سفروں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوسری بار بھی تجارت میں خوب منافع ہوا۔ مکہ پہنچ کر میسرہ نے آپ ﷺ کے حسن اخلاق، ایمانداری اور دیگر اوصاف کا بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں بڑے بڑے سرداران سے شادی کے خواہاں تھے۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۰ سال تھی اور دوبار پہلے بھی شادی کر چکی تھیں۔ ان کے دونوں خاندان فوت ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے اگر نقدراوصاف کی بناء پر آپ ﷺ سے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ پہلے اپنے غلام میسرہ کے ذریعے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا لیکن آپ ﷺ نے میسرہ کو نہ ہی بالکل انکار کیا اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک سہیلی نفسیہ بنت منہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا کچھ بات چیت کے بعد آپ ﷺ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے پر رضا مند ہو گئے اور شادی ہو گئی۔ تفصیل رسالہ ”حضور ﷺ کی نورانی جوانی“ میں پڑھیے۔

نصاری کا رد نصاریٰ و دیگر اعدائے اسلام کا اعتراض ہے کہ آپ ﷺ نے زیادہ شادیاں کیوں کیں اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا بکثرت شادیاں نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتا تو عین شباب میں بیوہ خاتون سے شادی کی اور جوانی کے بعد متعدد قبائل سے متعدد نکاح کیوں؟ اس کی تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ”کثرة الازواج رجب المعراج“ پڑھیے۔

شادی کے بعد شادی کرنے سے مالی حالات سُدھر جاتے ہیں یہ حالات سُدھرنا نکاح کی برکات سے ہے تجربہ کر لیں جو لوگ نکاح کو بوجھ سمجھ کر سنت اور مالی برکت سے محروم ہیں وہ اسلام کی حکمتوں سے بے خبر ہیں۔ شادی کے بعد چونکہ آپ ﷺ کی حالت بہتر ہو گئی اس لئے آپ ﷺ نے ابوطالب کی مدد کے لئے ان کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے بچپن ہی سے آپ ﷺ سے تربیت حاصل کی جو

کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔

زید غلام کی خوش بختی ﴿بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا﴾ نے اپنے غلام زید بن حارثہ ؓ کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے دے دیا۔ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ ؓ کو آزاد کر دیا۔ زید بن حارثہ ؓ نے آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا بلکہ آپ ﷺ کی خدمت اور رفاقت کو ترجیح دی۔

کعبہ کے حادثے ﴿جب آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی﴾ مکہ مکرمہ میں دو حادثے ہوئے۔ کعبہ شریف کی عمارت میں آگ لگ گئی۔ بارش کے سیلاب سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ مسمار ہو گیا۔ قریش نے کعبہ کی دوبارہ تعمیر شروع کی جب حجر اسود کو کعبہ کی دیوار میں رکھنے کی نوبت آئی تو ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ یہ اعزاز اُسے ملے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قریش کے قبیلوں میں جھگڑا ہوا قریب تھا کہ حرم شریف میں خون خرابہ ہو جاتا لیکن ابو امیہ مخزومی نے یہ رائے دی کہ اگلے روز مسجد حرام کے دروازہ سے جو شخص پہلے داخل ہوا اُسے اپنے جھگڑے کا فیصلہ مان لیں۔ لوگوں نے یہ تجویز قبول کر لی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ تشریف لائے۔ سب لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ یامین ہیں، یہ یقیناً صادق ہیں ہم ان سے راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے جھگڑے کی تفصیل سنی اور فرمایا ایک چادر لاؤ۔ آپ ﷺ نے چادر کو زمین پر بچھا دیا اور اس پر حجر اسود رکھا۔ پھر قبائل کے سرداروں کو کہا کہ چادر کا کنارہ پکڑ کر اوپر اٹھائیں۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے پکڑ کر کعبہ کی دیوار میں نصب کر دیا اس پر سارے قبیلے راضی ہو گئے۔

انتباہ ﴿آپ ﷺ کے ایسے امور بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ پیدا کنی عالم تھے ایسے امور کی ترجمانی اس مصرعہ میں ہے۔

ع یہ اُمی لقب ہیں کہ پڑھائے نہیں جاتے

وحی ﴿چونکہ اظہار نبوت کا وقت آ گیا تھا اسی لئے آپ ﷺ علیحدگی اور تنہائی کو پسند کرنے لگے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً دو میل دور غار حرا میں وقت گزارتے۔

مشاہدات کائنات کو دیکھتے اور ان پر غور و خوص کرتے۔ اس خلوت نشینی کے تیسرے سال رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کو رات کے وقت ایک فرشتہ آپ ﷺ کے پاس غار حرا میں آیا اُس وقت آپ ﷺ کی عمر تقریباً چالیس

سال تھی۔ اس نے کہا **اقراء پڑھیے** آپ ﷺ نے فرمایا **انا بقاری میں نہیں پڑھتا**۔ فرشتے نے آپ ﷺ کو پکڑ کر زور سے دبوچا پھر چھوڑ کر کہا **اقراء پڑھیے**۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا **میں نہیں پڑھتا**۔ فرشتے نے تیسری بار آپ ﷺ کو دبوچا اور کہا **اقراء پڑھیے**۔ فرشتے نے **سورہ العلق** کی پانچ آیات تلاوت کیں۔ آپ ﷺ نے بھی فرشتے کے ساتھ ان آیات کی تلاوت کی وہ آیات یہ ہیں:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ العلق، آیت ۵ تا ۸)

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پچک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

غلط فہمی کا ازالہ کمالات مصطفیٰ ﷺ کے منکرین نے وحی اول کی حدیث اول پر حضور ﷺ کے کمالات کی نفی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن تمام بے سود مثلاً **انا بقاری** کا ترجمہ لکھا میں پڑھا ہوا نہیں یہ ترجمہ غلط ہی نہیں بلکہ تحریف حدیث بھی ہے اس لئے کہ قاری نے اسم فاعل کو مفعول کے معنی میں لکھ دیا جبکہ عربی میں اسم فاعل بمعنی مفعول کبھی آتا ہی نہیں اور نہ ہی واضح نے ایسی وضع کی ہے۔ صاحب عقل و فہم سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو تین بار بڑی تاکید سے **اقراء** عرض کرتے ہیں آپ ﷺ ہر بار فرماتے ہیں میں نہیں پڑھتا تو کیا آپ ﷺ اتنے بڑے کامل فصیح و بلیغ عربی داں کو لفظ **اقراء** نہیں آتا تھا جبکہ یہ لفظ اتنا آسان ہے کہ آج بچوں کے بچے بچے فرفر کر کے پڑھ دیتے ہیں دراصل اس سے تو آپ ﷺ نے سمجھایا کہ جب تک اللہ کا نام نہ لو گے میں نہیں پڑھتا چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا **اقراء باسم ربك الذي خلق** پھر آپ ﷺ نے بھی پڑھا اس حدیث شریف کی مکمل شرح و سوالات جوابات فقیر کی ”شرح بخاری“ میں پڑھیے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دانشمندی بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ

پہلی وحی کے بعد گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اس عجیب و غریب واقعہ سے کچھ طاری تھی آپ ﷺ نے اس واقعہ کو اپنی اہلیہ سے بیان فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے

فرمایا کہ آپ ﷺ فکر مند نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ ﷺ کا کردار نہایت اعلیٰ ہے اور آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں یعنی رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ بہت مہمان نواز ہیں اور آپ ﷺ سچائی کی ہر بات کو فروغ دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی مزید تسلی کے لئے رسول اکرم ﷺ کو اپنے چچ ذات بھائی ورقہ بن نوفل ﷺ کے پاس لے گئیں جو کہ صحیح عیسائیت پر قائم تھا جب ورقہ بن نوفل ﷺ نے آپ ﷺ کا واقعہ سنا تو کہنے لگا سنو یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا تھا کاش میں اُس وقت تک زندہ رہوں جب لوگ آپ ﷺ کو اپنے گھر سے نکال دیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی لوگ مجھے میرے گھر سے نکال دیں گے؟ ورقہ ﷺ نے کہا ہاں جب بھی کوئی آدمی اس طرح پیغام لاتا ہے تو لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگر میں اُس وقت تک زندہ ہوا تو آپ ﷺ کی زبردست مدد کروں گا۔ اس ملاقات کے چند روز بعد ورقہ فوت ہو گیا اسی لئے انہیں مسلمان سمجھا ہے بلکہ بعض نے آپ کو صحابہ میں شامل کیا ہے۔

فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہایت فہمیدہ، دور اندیش اور باہمت خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری دولت رسول اکرم ﷺ کو پیش کر دی تاکہ آپ ﷺ اس کی مدد سے لوگوں میں اس نئے مذہب کی تبلیغ کریں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت مالدار تھیں اور انہیں دنیاوی سب آسائش میسر تھیں لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ سب مصائب کو خندہ پیشانی سے سہتی رہیں مثلاً جب مشرکین مکہ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف مکمل بائیکاٹ کیا اور وہ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے اس دوران محصورین درختوں کے پتے اور جانوروں کی کھالیں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ فاقہ کشی کا یہ عالم تھا کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں کی آوازیں اس گھائی سے باہر تک سنائی دیتی تھیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ تین سال حضور ﷺ کے ساتھ اس گھائی میں گزار دیے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ستانے کے لئے مشرکین نے ان کی دو بیٹیوں کو طلاق دے دی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ اس پر ان دونوں کو اور زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں

بالآخر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر حبشہ ہجرت کی۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان، صبر اور اخلاص بہت پسند تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک برتن میں آپ ﷺ کے لیے کھانا لارہی ہیں جب وہ یہاں پہنچیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچائیے اور انہیں خوشخبری سنائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا ہے جو کہ قیمتی جواہرات سے مزین ہے یہ گھر اتنا پرسکون ہے کہ وہاں کسی قسم کا شور و غل نہیں اور اس جنتی گھر میں رہائش کے دوران خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کبھی کسی قسم کی تکلیف یا تھکاوٹ نہ ہوگی۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تمام عالمین کی عورتوں سے افضل ہیں یہاں تک کہ بی بی مریم و آسیہ رضی اللہ عنہا سے بھی۔

فائدہ: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کون افضل ہے؟ اس میں تین مذہب ہیں بہتر تو وقف ہے۔

فائدہ: کچھ عرصے بعد دوسری وحی آئی جو کہ مختصر اور سادہ تھی لیکن اس کا پیغام نہایت انقلابی اور دور رس تھا اس وحی کی آیات یہ تھیں۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبِّكَ فَكْبُرُ ۝ وَيَسْأَلُكَ فَطَهْرُ ۝ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ المدثر، آیت ۱ تا ۷)

ترجمہ: اے بالاپوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ اور بتوں سے دور رہو۔ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔ اور اپنے رب کے لئے صبر کئے رہو۔

غلطی کا ازالہ: قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر حضور ﷺ کو خطاب ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ مراد نہیں ہوتے بلکہ امت مراد ہوتی ہے یا عام سامع جو بھی ہو جیسے ان آیات میں **والرجز فاهجر** وغیرہ ایسے خطابات سے منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کے نقص و عیوب بیان کرتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ سے بغض و عداوت کی نشانی ہے۔

فائدہ ﴿ قرآن مجید میں خطاب کی کثیر اقسام ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ کے لئے چار طرح کے خطاب ہیں انہیں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے ”اتقان“ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے فیض سے فقیر نے اپنی تصنیف ”احسن البیان“ میں بیان کیا ہے۔

سمجھوتے کا بیان ﴿ مشرکین مکہ جب رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے تابعداروں کی استقامت سے مایوس ہو گئے کیونکہ اپنے طور پر وہ ہر کاروائی میں ناکام رہے یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ کی کئی زندگی کے دوران مسلمانوں کو بہت ڈکھ پہنچائے اور ہر طرح سے رُسوا اور ذلیل کرنے کی کوشش کرتے تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہو کر ان کے مذہب کی طرف لوٹ آئیں اس کے باوجود مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی تھی بلکہ مشرکین کے لیڈر حضرت عمر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما بھی دائرۃ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اب مشرکین کو سمجھ آگئی کہ وہ اس کا رنیر کو نہیں روک سکتے پس اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی گفت و شنید کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔

سمجھوتہ ﴿ ایک دن مشرکین کا ایک ٹولہ حرم شریف کے ایک گونے میں بیٹھا تھا انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ بھی حرم شریف کے دوسرے گونے میں اکیلے بیٹھے ہیں۔ مشرکین کے لیڈر عتبہ بن ربیعہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو! محمد (ﷺ) اکیلے بیٹھے ہیں کیوں نہ میں ان سے بات چیت کروں اور کچھ ایسی پیشکش کروں جو ان کو بھلی لگے اور وہ اسے قبول کر لیں اس طرح ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سب کو یہ رائے پسند آئی عتبہ چند قدم چل کر رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور یوں بولا کہ اے میرے بھتیجے! پوری قوم آپ ﷺ کی بہت عزت کرتی ہے اب آپ ﷺ نے ایک نئے مذہب کا پرچار شروع کیا ہے جس سے ہماری قوم دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ آپ ﷺ ہمارے معبودوں اور مذہب پر کتہ چینی کرتے ہیں اور ہمارے آباء و اجداد کو کافر قرار دیتے ہیں مہربانی فرما کر میری بات کو غور سے سنئے میں آپ ﷺ کو چند تجاویز پیش کروں گا ان پر غور فرمائیے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو ان میں سے کوئی بات بھلی لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عتبہ! کہو جو کہنا چاہتے ہو میں غور سے سنوں گا۔ عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اگر آپ ﷺ اس نئے مذہب کے ذریعے دولت اکٹھی کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کے پاس اتنی دولت جمع کر دیں گے کہ آپ ﷺ ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے اگر آپ ﷺ ایک اعلیٰ مرتبہ کے خواہاں ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا لیڈر

مقرر کرتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ کریں گے اگر آپ ﷺ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں اگر آپ ﷺ کے اندر کوئی جن بھوت داخل ہو گیا ہے تو ہم آپ ﷺ کا علاج کرانے کو تیار ہیں اور اس علاج معالجے پر جتنا بھی خرچ ہو ہم ضرور خرچ کریں گے حتیٰ کہ آپ ﷺ دوبارہ صحت مند ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عقبہ کیا تمہاری بات ختم ہوگئی۔ اُس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب میرا جواب سنو گے اُس نے کہا کہ ضرور۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کے سامنے سورہ حم کی پہلی 38 آیات کی تلاوت فرمائیں۔ (ابن اسحاق)

رسول اللہ ﷺ کی اس تقریر میں بہت اہم نکات ہیں ان کو بالترتیب نیچے درج کرتا ہوں۔

(۱) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (۲) مزید براں اسی سورہ کی چند آیات میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین مکہ کی ذہنی کیفیت بیان فرماتا ہے سنو قرآن تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے اس میں واضح ہدایت ہے یہ مومنین کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور کافروں کو سزا کی تنبیہ کرتا ہے۔ تم اسے سننے کے لئے بھی تیار نہیں بلکہ نہایت گستاخانہ انداز میں کہتے ہو کہ ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہے سو تم بھی اپنا کام کیے جاؤ اور ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔

حَمِّ ۝ تَنْزِيلَ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ كَتَبَ فُصِّلَتْ اِلَيْهِ ۝ قَرَأْنَا غَرِيْبًا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ فَاَعْرَضْ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوا قُلُوْبُنَا فِيْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْ اِذَانِنَا وَقْرُوْ مِنْ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَ ۝ (پارہ ۲۴، سورہ حم السجدہ، آیت ۵ تا ۱۵)

ترجمہ: حم۔ یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کے لئے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں۔ اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلا تے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں۔

و داء العند لیسى کہ دواع وانکان المسیح کہ طیباً

(۳) رسول اکرم ﷺ نے ان کے گستاخانہ رویے کو نظر انداز کر کے نہایت مشفقانہ انداز میں یہ جواب دیا میں تمہاری

طرح کا ایک انسان ہوں البتہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔

ازالۃ وہم ﴿ منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ آیات بشر مثلکم ﴾ سے دھوکہ دیتے ہیں کہ جب رسول

اللہ ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں تو پھر انہیں نور ماننا کیسا؟ ہم کہتے ہیں کہ بشر اور نور میں تضاد نہیں اس لئے آپ ﷺ بشر ہیں لیکن بے مثال آپ ﷺ کو اپنے جیسا ماننا بے دینی ہے اور نور ہیں تو بھی بے مثال۔ نور و بشر کا اجتماع جبرائیل و عزرائیل وغیرہ وغیرہ کے لئے ماننا عین اسلام ہے اور حضور ﷺ کے لئے تذبذب کیوں؟ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ”بشریت

رسول ﷺ“

عتبہ کی بے بسی اور معذرت ﴿ جب رسول اکرم ﷺ نے مندرجہ بالا آیات کریمہ

پڑھی تو عتبہ نے اپنا ہاتھ رسول اکرم کے منہ پر رکھ دیا اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ اب آپ ﷺ اور کچھ نہ کہیے۔

نکتہ ﴿ حضور ﷺ کے کمالات کا اقرار صاف صاف یا د بے لفظوں میں سب کو تھا یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ کے

علاوہ مشرکین و کفار بلکہ آپ ﷺ کے سخت ترین دشمن ابوجہل کو بھی تھا لیکن جس کے تالے ازل سے بند ہوں انہیں کون کھولے؟ فقیر کا تجربہ ہے کہ ہمارے دور کے منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ بھی قائل تو ہیں لیکن انہیں ضد آڑے ہے اور ضد ایسی بڑی بلا ہے کہ یہ جہنم میں جانا منظور کر لیتی ہے لیکن ٹوٹتی نہیں کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

عتبہ کا ساتھیوں کے ہاں لوٹنا ﴿ عتبہ اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل پڑا جب وہ

اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچا تو وہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہنے لگے کہ عتبہ کا چہرہ کافی بدلہ ہوا نظر آتا ہے جب عتبہ ان میں بیٹھ گیا تو کہنے لگے کہ اے عتبہ! (اے ابولید) کیا خبر لائے ہو؟ عتبہ نے کہا کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم نہ تو یہ جادو کا کلام ہے نہ شاعر یا کاہنوں کا کلام (وہ جو شیاطین سے حاصل کیا جاتا ہے) اے میرے قریبی بھائیو! تم میری بات مانو اور اس معاملہ کو میرے حوالے کر دو میری رائے یہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے مقابلہ

اور ایذا سے باز آ جاؤ اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ ایک دن ان کے اس کلام کی ضرورت قدر اور عزت افزائی ہو نیوالی ہے تم بھی انتظار کرو۔ جزیرہ عرب کے باقی لوگوں کا معاملہ دیکھو اگر قریش کے علاوہ باقی عربوں نے ان کو شکست دے دی تو تمہارا مطلب بغیر تمہاری کسی کوشش کے حاصل ہو جائے گا اور اگر وہ دیگر عربوں پر غالب آ گئے تو ان

کی حکومت تمہاری ہی حکومت ہوگی اور ان کی عزت سے دراصل تمہاری ہی عزت افزائی ہوگی کیونکہ محمد (ﷺ) تمہاری قوم کے فرد ہی تو ہیں پس تم ان کی کامیابی میں خود بخود شریک ہو جاؤ گے۔ عقبہ کے ساتھیوں نے جب یہ تقریر سنی تو کہنے لگے اے ابو لید اتم پر تو محمد (ﷺ) نے اپنی زبان سے جادو کر دیا ہے۔ عقبہ نے کہا میری رائے تو یہی ہے جو میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ (ابن کثیر)

کفار مکہ ﴿عقبہ کی طرح حضور ﷺ کی شیریں کلام سے فریفتہ ہو جانا اسی لئے مشہور تھا کہ کفار مکہ ایک دوسرے کو کہتے کہ حضرت محمد ﷺ سے بچ کر رہنا وہ اپنے بیٹھے بول سے اپنا ہنا لیتے ہیں اس بارے میں ایک بڑھیا کا قصہ مشہور ہے کہ وہ اپنا سامان کا گٹھرا باندھ کر مکہ سے باہر جانا چاہتی تھی لیکن بوجھ نہ اٹھا سکتی تھی ادھر سے حضور ﷺ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے بڑھیا سے ماجرا پوچھا اس نے کہا کہ آپ ﷺ مجھے اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں مجھے یہ سامان مکہ کے باہر فلاں مقام تک پہنچا دیں۔ آپ ﷺ نے بڑھیا سے مکہ چھوڑنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مکہ میں ایک محمد (ﷺ) پیدا ہوا ہے وہ نیا دین لایا ہے اور جادوگر ہے باتوں میں مول لیتا ہے اسی کے ڈر سے باہر جا رہی ہوں کہ وہ کہیں مجھے باپ دادا کا دین نہ چھڑوادے۔ منزل تک پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا بی ضرورت ہو تو میرا نام محمد (ﷺ) ہے جس سے تو ڈر رہی ہے وہی میں ہوں بڑھیا نے آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

معراج ﴿حضور سرور عالم ﷺ کو کفار مکہ نے ہر طرح سے بے بس کرنے کی کوشش کی آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کو ہر طرح کے دکھ اور تکالیف پہنچا کر اسلام کی اشاعت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے استقامت میں ثابت ہوئے اسی لئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کارنامے پر معراج جیسے اعلیٰ مرتبہ سے نوازا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ
مِنَ السَّمَاءِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننا دیکھتا ہے۔

حضور ﷺ کے اس مبارک سفر کے دو حصے ہیں سفر کا پہلا حصہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے رات ہی رات میں مکہ مکرمہ

سے مسجد اقصیٰ (یروشلم) تک طے فرمایا یہ **سفر اسراء** کہلاتا ہے اور سفر مبارک کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ سے اللہ کے دربار عالی تک طے فرمایا جسے **معراج** کہا جاتا ہے۔

عقیدہ ﴿ معراج بیداری میں ہوئی اور زمین سے لامکاں تک اسی طاہری بشریت سے ہوئی اور یہ سارا سفر آنکھ جھپکنے سے پہلے ہوا۔ معراج از مکہ تا بیت المقدس کا منکر کافر ہے۔ بیت المقدس سے تاسموت کا منکر فاسق ہے اس کے بعد لامکاں اور دیدار الہی کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق۔

(مسئلہ) بیداری میں معراج کے تمام فرقے قائل ہیں سوائے نجدیوں وغیرہ کے۔

وفات ابوطالب ﴿ اسی دوران حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو گیا حضور ﷺ اور دشمنان اسلام کے درمیان ابوطالب ایک ڈھال کی حیثیت رکھتے تھے۔ ابوطالب کے انتقال کے بعد کافروں کے ظلم و ستم میں اور تیزی اور شدت آ گئی۔

وفات خدیجہ رضی اللہ عنہا ﴿ وفات ابوطالب کے فوراً ہی بعد حضور ﷺ کی چھیتی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ حضور ﷺ پر گویا کہ رنج و غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

سفر طائف ﴿ ان تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے مد نظر رسول اکرم ﷺ نے اشاعتِ دین حق کے لئے طائف کا سفر اختیار فرمایا۔ حضور ﷺ کو طائف کے لوگوں کا خیال اس لئے بھی آیا کیونکہ وہاں آپ ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بہت سے رشتہ دار موجود تھے۔

اہل طائف کی بدسلوکی ﴿ مگر ان بارسوخ لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نہ صرف بے رخی اور سردمہری کا مظاہرہ کیا بلکہ ان لوگوں نے وہاں کے بچوں کو اُکسایا اور ان بچوں نے پتھر مار مار کر حضور ﷺ کو بری طرح زخمی کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے بہتے ہوئے لہو سے آپ ﷺ کی تعلین اقدس بھر گئیں۔ حضور ﷺ نے شہر کے باہر ایک باغ میں پناہ لی۔ اس باغ کے مالک نے آپ ﷺ کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا اور شہر پسند بچوں کو مار بھگایا۔

پتھر کا جواب ﴿ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی کہ طائف کے لوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اگر آپ ﷺ حکم دیں تو ان کی بستی الٹ کر انہیں نیست و نابود کر دوں مگر آپ ﷺ نے فرمایا میں ساری دنیا کے لئے **رحمت اللعالمین** بن کر آیا ہوں نہ کہ زحمت بہت ممکن ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں سچائی اور حق کو پہچان کر مسلمان ہو جائیں ان کئی المناک حادثات کی وجہ سے اس سال کو **”عام الحزن“** یعنی **”غم کا سال“** کہا جاتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ ﴿ جب حضور ﷺ طائف سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کفار نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیا کیونکہ اب آپ ﷺ کفار مکہ کی نظر میں مکہ مکرمہ کے باشندے نہیں رہے تھے بلکہ اجنبی ہو گئے تھے۔ کئی باری کوششوں کے بعد آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت مل تو گئی مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپ ﷺ قیام کے دوران تبلیغ و اشاعتِ دین سے باز رہیں گے۔ حضور ﷺ مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر بازاروں اور میلوں میں لوگوں کو تبلیغ کرنے لگے۔ کافروں کے اس انتہائی سخت گیر روش کی وجہ سے حضور ﷺ کو انتہائی صبر و برداشت سے کام لینا پڑتا تھا جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر حضور ﷺ کو **اسراء و معراج** کا شرف بخشا۔

حدیث معراج ﴿ واقعہ معراج بجائے تفصیل کے ایک حدیث پر اکتفا کرتا ہوں ایک شب حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد حرام میں تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ زم زم سے وضو فرمائیے! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں براق پر سوار کر کے مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے (یروشلم میں) مسجد اقصیٰ تک لائے۔

یہاں رسول اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی بعد میں جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو دو پیالے پیش کیئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب! آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ پسند فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے صحیح انتخاب فرمایا اگر آپ ﷺ دودھ کے بجائے شراب کا انتخاب فرماتے تو امت کے گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ شراب کو **ام النجاست** (غیبت چیزوں کی ماں) کہا جاتا ہے۔ شراب سے پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

بحالتِ آسمان ﴿ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو آسمانوں کی انتہائی بلندیوں تک لے گئے۔ اس

سفر کو معراج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ادريس علیہ السلام سے، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر اپنے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان تمام پیغمبروں کو سلام کیا اور ان سے بات چیت بھی فرمائی۔

عذاب جہنم کے مناظر آپ ﷺ کا گزر دوزخ کے قریب سے ہوا آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دوزخ کی ایک جھلک دیکھنے کی فرمائش کی جو کہ پوری کر دی گئی۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ہونٹ اُونٹ کی طرح ہیں۔ وہ بار بار آگ کے گولے اپنے منہ میں ڈالتے ہیں جو کہ ان کی پشت سے خارج ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے اور پھولے ہوئے ہیں اور اُونٹ اُنکو پاؤں سے روند رہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود خور تھے۔

آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے تازہ اور لذیذ کھانا رکھا تھا اور قریب ہی گندہ اور بدبودار سڑا ہوا کھانا بھی رکھا تھا۔ یہ لوگ اچھا کھانا چھوڑ کر سڑا ہوا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منکوہ بیویوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں کے ساتھ حرام کاری کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتوں کو ان کی چھاتیوں سے لٹکایا گیا تھا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ان عورتوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تھی۔

نماز میں سستی کرنے کا عذاب

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا سکتے ہیں تو

پھر سابقہ حالت میں آجاتے ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے تھے اور اس کو اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے تھے اور رکوع و سجود بھی پورا نہیں کرتے تھے۔

غیبت کرنے والے ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کو مردار جانوروں کا کھڑا کھلایا جاتا آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ چغل خوری کرتے تھے اور اپنے دوسرے بھائیوں کا گلا کرتے تھے۔

شراب نوش ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر ٹکلتا تھا۔ اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔ دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں پلائے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا۔ وہ گدھے کی طرح ریگلتے اور چلاتے تھے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔

جھوٹے گواہ ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کی زبانیں گدی سے نکالی گئی تھیں اور ان کی شکلیں مسخ ہو کر خنزیر جیسی بن گئی تھیں۔ سر سے پاؤں تک عذاب میں گرفتار تھے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔

سود خور ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے پیٹ سوخ کر کوٹھے کی طرح ہو گئے تھے۔ ان کے چہرے پیلے ہو گئے تھے ان کی گردنوں میں طوق، ہاتھوں میں زنجیر، پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ جب وہ کھڑے ہونا چاہتے تو سوجے ہوئے پیٹ کی وجہ سے دوبارہ گر جاتے۔ آپ ﷺ کے پوچھنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ لوگ وہ ہیں جو سود کھاتے تھے۔

قاتل ناحق ﴿

پھر آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کو فرشتے آگ کی ٹھہریوں ذبح کر رہے تھے اور ان کے گلے سے کالا خون بہتا تھا۔ وہ پھر زندہ ہوتے اور اسی طرح دوبارہ فرشتے انہیں ذبح کرتے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا ناحق قتل کرتے تھے۔

نافرمان بیویاں ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی عورتوں پر جن کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ اپنے خاوند کی نافرمان تھیں۔

ماں باپ کے نافرمان ﴿

پھر آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جو آگ کے جنگل میں قید تھے۔ آگ ان کو جلاتی وہ پھر درست ہو جاتے اور اسی وقت آگ انہیں دوبارہ جلاتی اور یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یہ لوگ ماں باپ کے نافرمان تھے۔

دغا باز اور منافق ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی قوم پر ہوا جو ہوا میں لٹکے ہوئے تھے ان کی آنکھ، کان، ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ ان میں سے ہر اک پر دو دو فرشتے مقرر تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اور ہر گرز کی ستر شاخیں تھیں اگر ایک شاخ کسی پہاڑ پر پڑے تو اسے بھی ریزہ ریزہ کر دے۔ وہ دو فرشتے اس گرز سے اس کو سزا دیتے۔ یہ دغا باز اور منافق لوگوں کی سزاتھی۔

بے ہودہ گانے والے ﴿

آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی قوم پر ہوا جن کی آنکھیں نیلی اور منہ کالے تھے اور تیل کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ فرشتے ان کو آتش گرز مارتے اور یہ وہ لوگ تھے جو بے ہودہ گانے والے تھے۔

زکوٰۃ کے تارک

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی شرم گاہ کے آگے پیچھے چھتھرے لپٹے ہوئے ہیں۔ اور وہ موسیٰ کی طرح چر رہے ہیں اور (زقوم) دوزخ کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے فقیروں اور مسکینوں پر رحم نہیں کرتے۔

سوال اس وقت نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی اور نہ زکوٰۃ تو پھر اسکی کوتاہی پر عذاب کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلی امت کے لوگ ہوں یا آپ کی امت کے لوگ ہوں لیکن آپ کو آنے والے حالات کا انکشاف ہو گیا یا ہر دو طرح کے لوگ ہوں اور کسی امت کی تخصیص نہ ہو۔

قائدہ علاوہ ازیں دیگر کشفی واقعات میں بھی ایسی احتمالات ہونگے جو نگاہ نبوت کی شان ہے جس طرح ہمارے معنی مشاہدہ کے سامنے کثیف چیزیں مثلاً دیوار وغیرہ کے عذاب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ ماضی و استقبال کے واقعات دیکھنے کیلئے زمانہ حال آڑ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہماری نگاہ ان واقعات کو نہیں دیکھ سکتی مگر جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی نبی علیہ السلام کو گریہ طاقت بخشے کہ زمانہ حال آگے آؤ نہ بنے تو یہ محال نہیں۔ بلکہ قدرت الہی کے لئے یہ امر ممکن ہے اور نہ ہی مشکل۔

فائدہ ایسی بات جس کا خرق عادت کے طور پر شہود ہو جائے اس کا کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور خدا کی توفیق سے اولیاء اللہ کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے اور یہی ان کی کرامت ہے جس طرح نبی علیہ السلام کے لئے یہ کشف معجزہ ہوتا ہے

عاشقا نرا بدلیل چکار

یتامیٰ کے حق خور

آپ ﷺ کا گزرا ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اُونٹوں کی طرح تھے اور وہ آگ کی چنگاری کھا رہے تھے اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹ کو جلاتے ہوئے نیچے سے نکل جاتی اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے۔

راہ کے موذی

ایسے لوگوں پر گزر رہا جو شارع عام سویلوں پر لٹکائے جا رہے ہیں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو تکلیف دیتے تھے۔

خوشامدی

آپ ﷺ کا گزر ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی مقراضوں سے کاٹی جاتی جب وہ اصلی حالت پہ آ جاتی تو فرشتے پھر کاٹ لیتے اور ایک لمحے کی مہلت نہیں دیتے۔ جبرائیل نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں، امراء کی خوشامد کرتے اور ان کے جھوٹ اور بڑی باتوں پر ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کو فسق و فجور سے نہیں روکتے۔

مفصل بحث مع انکے عذاب و سزا کا بیان فقیر کی ترجمہ کردہ کتاب الزواجر مصنفہ امام ابن الجبر الہی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ کیجئے۔
شائع کردہ ضیاء اکیڈمی (باب المدینہ) کراچی۔

بجانب لامکان آپ ﷺ شب معراج میں ساتویں آسمان سے بھی اُپر تشریف لے گئے یہاں سے آگے جانے کی اجازت حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی نہ تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی عجیب و غریب نشانیاں دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۚ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

نکتہ پروردگار عالم جل جلالہ نے شب معراج حضور سرور عالم ﷺ کو بلا حجاب دیدار سے نوازا اس کے کئی اسرار و

رموز ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی ذات کی گواہی دے سکیں کیونکہ گواہی دیکھے بغیر ناقابل قبول ہے۔ آپ ﷺ کی گواہی پر جملہ مخلوق انبیاء و غیرہ ہم گواہی دیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی شہادت توحید اصل ہے اور باقی جملہ عالمین یہاں تک انبیاء و اولیاء و غیرہ کے طفیل۔

انعامات معراج شب معراج میں بیشمار انعامات سے آپ ﷺ کو نوازا گیا ان میں ایک نماز بھی

ہے۔ شروع میں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جو بعد میں ایک خصوصی انعام اور رعایت کے طور پر صرف پانچ کر دی گئیں لیکن ان کے ادا کرنے پر ثواب پچاس نمازوں کا ہی برقرار رہا یہ اللہ کی اپنے آخری رسول ﷺ اور ان کی اُمت پر بہت خاص مہربانی ہے کہ پڑھو پانچ لیکن ثواب پچاس نمازوں کا ہی ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”**الصلاة معراج المؤمنین**“ نماز مومنوں کی معراج ہے۔ یعنی نماز بندوں اور اللہ کے درمیان بلا واسطہ ایک مستحکم اور مضبوط رابطہ ہے۔

نکتہ نماز کو معراج کے مرتبہ کی کئی وجوہات ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ نماز جملہ عبادت کا مجموعہ ہے اور جملہ عالمین کی عبادات کا نمونہ ہے لطف یہ کہ اس کے ہر رکن کی ہیئت میں لفظ ”محمد“ اور لفظ ”اللہ“ نظر آتا ہے تفصیل کے لئے دیکھیے فقیر کی تصنیف ”معراج المصطفیٰ“

مکہ کو واپسی اُسی رات کے دوران میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لے آئے جب کفار نے یہ سنا کہ آپ ﷺ نے رات کے کچھ حصے میں مکہ سے **ریو حثلم** اور وہاں سے ساتویں آسمان تک سفر کیا اور اُسی رات مکہ مکرمہ واپس بھی آگئے تو کفار شرکین نے اس بات کا خوب مذاق اڑایا۔ کفار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ازراہ مذاق کہا کہ سنا تم نے تمہارا ساتھی (نحوہ باللہ) کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کفار سے پوچھا کیا واقعی آپ ﷺ نے یہ کہا ہے؟ کافروں نے جواب دیا ”ہاں“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فورا کہا کہ اگر آپ ﷺ نے ایسا کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے حضور ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ”صدیق“ (تصدیق کرنے والا) کے مبارک لقب سے نوازا اور آپ ﷺ نے اس کا عام اعلان کر دیا یہاں تک کہ قیامت میں بھی اسی لقب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا چرچہ ہوگا۔

قاعدہ اس سے ثابت ہوا کہ عشق دلیل کا محتاج نہیں ہوتا جو ہر بات پر دلیل مانگتے ہیں وہ دراصل عشق کے رموز سے محروم ہیں حالانکہ اسلام کا قاعدہ کلیہ ہے کہ

ردِ مرزائیت مرزائی بیداری میں معراج کے قائل نہیں ان کے مطابق اس آیت معراج میں **اسری** **بعبدہ** کہنا کافی ہے کیونکہ لغت میں لفظ ”العبد“ سے وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی حالت میں نہ

ہوئی نہ کہ صرف روحانی حالت میں کیونکہ روح اور جسم والے کو ہی عید کہہ سکتے ہیں نہ کہ صرف روح والے کو یا صرف جسم والے کو۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو رات کے وقت مصر سے باہر لے جانے کا حکم فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں:

فَاسْرِعْ بِمُحَادَثِئِكَ (پارہ ۲۵، سورۃ الدخان، آیت ۲۳)

ترجمہ: ہم نے (موسیٰ کو) حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل۔

انتباہ: معراج کے واقعات پر غور کیا جائے تو اختلافی مسائل میں اہلسنت کے دلائل واقعات معراج سے ثابت ہوتے ہیں۔

مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف ہجرت کا اشارہ ایزدی ﴿مدینہ منورہ کے

یہودی نسلا بہ نسلا نہایت بے تابی سے حضور ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور مدینہ منورہ کے طاقتور قبائل (اوس اور خزرج) کو دھمکیاں دیتے تھے کہ کب یہ نئے پیغمبر تشریف لائیں گے تو ہم ان کی مدد سے تمہیں ملیا میٹ کر دیں گے۔

سن نبوی کے گیارہویں (۱۱) سال حج کے دوران خزرج قبیلے کے چھ (۶) شخص رسول اکرم ﷺ سے مکہ مکرمہ میں ملے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا (تا کہ حضور ﷺ کی مدد سے مدینہ منورہ کے یہودیوں کو زیر کر سکیں)۔ اگلے سال ان کے سات اور ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا یہ پہلی بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے معصب بن عمیرؓ کو اپنا سفیر بنا کر ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ وہاں اسلامی تعلیم و تبلیغ کو فروغ دیں۔

سن نبوی کے تیرہویں (۱۳) سال مدینہ منورہ کے ۷۵ مسلمانوں نے رسول اکرم ﷺ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کی اور آپ ﷺ کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دی انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی ہر حال میں حفاظت کریں گے یہ دوسری بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔

بیعت عقبہ تاریخی نقطہ نظر سے نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی بناء پر مسلمانوں کو کثرۃ زمین میں ایک گھر مل گیا جہاں وہ آباد ہو سکتے تھے جیسا کہ بخاری و مسلم شریف میں درج ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو ہجرت کی جگہ (مدینہ منورہ) خواب میں بتائی گئی پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک عرب اپنے قبیلے سے رشتہ ناطہ کے باعث پہچانا جاتا ہے اگر اس کا اپنے قبیلے سے ناطہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک بے قدر انسان بن جاتا ہے اور

اگر کوئی شخص اسے قتل کر دے تو اس کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوتی۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا مطلب یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے قبیلوں سے ناطے توڑ دیں اور ایک بے سہارا شخص کی طرح نئی زندگی میں قدم رکھیں اگر وہ قتل ہو جائیں تو اس کی کوئی باز پرس نہ تھی رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خطرہ صرف اس لئے مول لیا تا کہ ایک اللہ کی عبادت کر سکیں پس ہجرت مسلمانوں کی سب سے بڑی قربانی تھی۔ بدرتج مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے لگے۔ گھروں اور رشتہ داروں کو خیر باد کہہ کر اللہ کی خوشنودی کے لئے اللہ کی راہ میں نکل پڑے۔

ہجرت کا آغاز مشرکین مکہ کو مسلمانوں کی ہجرت بہت ناگوار گزری انہیں یہ فکر لاحق تھی کہ مسلمان مدینہ منورہ کے جنگجو قبائل (اوس و خزرج) سے مل کر اپنے قدم جمالیں گے پس قریش مکہ مہاجرین کو ہر طرح سے ستانے اور اذیت دینے پر نکل گئے مثلاً جب ابوسلمہ ؓ اپنی بیوی اور بچے کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کو نکلے تو ابوسلمہ ؓ کے سرال نے بیوی کو چھین لیا۔ ابوسلمہ ؓ کے خاندان نے کسن بچے کو چھین لیا۔ ابوسلمہ ؓ اکیلے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کی بیوی ایک سال تک شب و روز زار و قطار روتی رہی بالآخر اس قبیلے کے ایک شخص کو بیچاری پر رحم آ گیا اس کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنے بچے کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

(ابن اسحاق)

صہیب رومی جب صہیب رومی ؓ نے ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے انہیں روک لیا اور کہنے لگے کہ جب تم یہاں آئے تھے ایک مفلس اور تنگدست تھے یہاں رہ کر تم ایک مالدار شخص بن گئے ہو ہم تمہیں تمہاری دولت کے ساتھ ہجرت نہیں کرنے دیجئے۔ حضرت صہیب ؓ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی ساری دولت تمہیں دے دوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت صہیب ؓ نے اپنی ساری دولت ان کے حوالے کر دی اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صہیب ؓ نے ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے حضرت صہیب ؓ نے یقیناً ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے (ابن ہشام)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۷)

ترجمہ: اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

نوٹ: اس طرح ہر مسلمان کی ہجرت کا حال ہے۔ مسلمانوں کی اس ہجرت سے قریش کا غیظ و غصہ اور بھی بڑھ گیا انہوں نے ایک رات ہر قبیلے کے ایک شخص کو رسول اکرم ﷺ کے گھر کے باہر کھڑا کر دیا تاکہ جب رسول اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائیں تو سب قبیلے مل کر (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کر دیں اور وہ کسی قبیلے سے انتقام نہ لے سکیں۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِينَ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں، اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مشرکین کے ارادوں سے آگاہ کر دیا آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کو کہا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ ان کے مالکوں کو واپس کر دینا پھر مدینہ منورہ ہجرت کرنا۔

ردّ شیعہ: شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا نا خلافت کی دلیل ہے یہ غلط ہے اس کی اور وجوہات بھی ہیں وہ یہ ہیں

رسول اکرم ﷺ کے خون کے پیاسے دشمن بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور امین شخص ہیں اس لئے اپنی قیمتی چیزیں آپ ﷺ کے پاس بطور امانت رکھتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان مشکل حالات میں بھی امانتیں واپس کرنے کا انتظام کیا۔ حضرت علیؑ کو یقین تھا کہ وہ دشمن کے زرعے میں ہونے کے باوجود زندہ رہیں گے اور امانتیں واپس کر سکیں گے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے حضرت علیؑ کی علم غیب نبوی پر عقیدہ کی پختگی کی دلیل ہے اسی لئے آپ ﷺ بستر پر آرام سے

بے خوف ہو کر سوتے رہے۔

معجزہ ﴿ رسول اکرم ﷺ رات کے وقت اپنے گھر سے نکلے اور اپنے جانی دشمنوں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ اُس وقت سورۃ یسین کی آیت نمبر ۹ کی تلاوت کر رہے تھے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (پارہ ۲۲، سورۃ یس، آیت ۹)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

فائدہ ﴿ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے مشرکین آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مشرکین کے سر پر کچھ مٹی بھی ڈالی۔

ہجرت کا مختصر حال ﴿ رسول اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں نے مکان کی پچھلی کھڑکی سے کود کر رات کے اندھیرے میں پیدل چلنا شروع کر دیا۔ آپ دونوں تقریباً پانچ میل چل کر ایک ثور نامی غار میں چھپ گئے۔ مشرکین حضرت علی ﷺ کو دیکھ کر بہت غصہ ہوئے انہوں نے ایک بڑے پتے پر رسول اکرم ﷺ کی تلاش شروع کی اور اس کے لئے ایک سواؤنٹ کا انعام مقرر کیا۔

معجزہ ﴿ مشرکین کا ایک گروہ رسول اکرم ﷺ کی تلاش میں غار ثور کے منہ کے سامنے پہنچا انہیں غار کے منہ پر مکزی کا جال نظر آیا اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ رسول اکرم ﷺ اس غار میں داخل نہیں ہوئے ورنہ مکزی کا جال ٹوٹا پھوٹا ہوتا یہ دستہ وہاں سے چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد مشرکوں کا ایک اور دستہ بھی غار ثور تک پہنچ گیا انہوں نے غار کے منہ پر پرندے کا ایک گھونسلہ دیکھا جس میں پرندے کے انڈے بھی تھے۔ مشرکین ایک دوسرے سے کہنے لگے یقیناً وہ اس غار میں نہیں ہیں ورنہ گھونسلہ اور مکزی کا جال ٹوٹا ہوتا۔

دشمن رسول اللہ ﷺ سے صرف چند گز دور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک معمولی مخلوق یعنی مکزی کے جالے سے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت فرمائی جب دشمن کے دستے غار کے منہ پر کھڑے تھے تو ابو بکر صدیق ﷺ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اگر مشرک جھک کر دیکھیں تو ہم کو پالیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے ابو بکر صدیق ﷺ کو تسلی دی اور فرمایا فکر مت کرو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو (کچھ پروا نہیں) بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (مکہ سے)، (جب تھا وہ) صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے پیار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی، اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

معجزہ: مکڑی کا جالا اور پرندے کا گھونسلاتا حال مشہور ہے صاحب ”روح البیان“ نے ایک اور عجیب معجزہ نقل کیا ہے وہ یہ کہ جب صدیق اکبر ؑ نے کفار کا خطرہ ظاہر کیا تو آپ ؑ نے چار سو اشارہ فرما کر فرمایا کہ کفار ادھر سے آئے تو ہم ادھر سے نکل جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر ؑ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو ہر طرف سے بڑا میدان اور باغات نظر آئے۔

قیام غار: رسول اکرم ؑ اور ابوبکر صدیق ؓ غار ثور میں چند دن مقیم رہے اُن کا روزانہ کا معمول یہ تھا۔ عبداللہ بن ابوبکر ؓ رات کے اندھیرے میں غار ثور جاتے اور مشرکین کی سرگرمیوں سے آگاہ فرماتے وہ صبح ہونے سے پہلے ہی واپس مکہ مکرمہ لوٹ جاتے تو گویا کہ وہ پوری رات مکہ مکرمہ ہی میں تھے۔

عامر بن فہیرہ اپنی بکریوں کا ریوڑ ہر رات غار ثور کے پاس لاتے۔ رسول اکرم ؑ اور ابوبکر صدیق ؓ بکریوں کا دودھ پنی لیتے۔ عامر صبح ہونے سے پہلے ہی ریوڑ کے ہمراہ واپس مکہ مکرمہ پہنچ جاتا اور ریوڑ کو اس طرح سے چلاتے تاکہ عبداللہ بن ابوبکر ؓ کے پاؤں کے نشان مٹ جائیں۔ **عبداللہ بن اریطہ** ایک غیر مسلم مگر قابل اعتماد گائیڈ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس سے معاوضہ طے کر کے اس کی خدمات حاصل کیں تاکہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے راستے کی رہبری کر سکیں۔ تین دن بعد **عبداللہ بن اریطہ** ابوبکر صدیق ؓ کے دو اونٹ لے کر غار ثور کے پاس پہنچ گیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنا ایک اونٹ بطور تحفہ رسول اکرم ؑ کی خدمت میں پیش کیا۔

رسول اللہ ﷺ اس کی قیمت ادا کرنے پر مصر ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں آپ ﷺ کو بیچ دیا یہی آپ ﷺ کی مشہور اونٹنی **قصویٰ** ہے۔ انہوں نے **عبداللہ بن اریقط** کی رہبری سے مدینہ منورہ کا سفر شروع کیا جبکہ **عامر** بھی ان کے ساتھ تھا۔

معجزہ ہی معجزہ ﴿ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ سفر کے دوران آپ ﷺ **ام معبد** نامی عورت کے خیمہ کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے **ام معبد** سے پوچھا کیا اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز موجود ہے اس نے کہا بخدا! کچھ بھی نہیں میرا خاوند ہماری بکریوں کا ریوڑ چرانے لے گیا ہے، گھر میں کچھ بھی نہیں جو پیش کروں۔ آپ ﷺ نے ایک مرل سی بکری خیمے کے پاس دیکھی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کے بارے میں پوچھا کہنے لگی کہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی۔ آپ ﷺ نے اجازت چاہی کہ اس کا دودھ حاصل کر سکیں کہنے لگی کہ اس میں تو ذرا بھر بھی دودھ نہیں تاہم میری طرف سے اجازت ہے آپ ﷺ کو شش کر سکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بکری کے تھنوں کو چھوا اور دغا فرمائی۔ بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے دودھ حاصل کر کے **ام معبد** کو دیا اس نے خوشی خوشی دودھ پیا۔ پھر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بھی پیا۔ آپ ﷺ نے کچھ دودھ برتن میں **ام معبد** کے لئے چھوڑ دیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ **ام معبد** کا خاوند شام کو گھر آیا دودھ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ **ام معبد** نے بتایا کہ ایک برگزیدہ ہستی کا یہاں سے گزر ہوا اس کے خدو خال یوں یوں تھے۔ **ام معبد** کا خاوند کہنے لگا یہ وہی مبارک ہستی ہے جس کو قریش تلاش کر رہے ہیں اگر میری ملاقات ہو تو میں ان کا پیر و کار بن جاؤں۔ (زاد المعاد)

مدینہ منورہ کے راستے میں ہی **سراقہ بن مالک** نے اپنے گھوڑے پر آپ ﷺ کا پیچھا کیا تا کہ آپ ﷺ کو پکڑ کر قریش کے حوالے کر دے اور ایک سو اونٹ کا انعام حاصل کر سکے۔ جب **سراقہ** رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا لڑکھڑا گیا اور گھوڑے کے پاؤں ریت میں دب گئے۔ **سراقہ** زمین پر گر گیا اس نے چار بار آپ ﷺ تک پہنچنے کی کوشش کی ہر بار گھوڑے سے گرا اور ناکام ہوا۔ **سراقہ** کو سمجھ آ گئی کہ وہ اللہ کے پیغمبر کو قید کرنے کی کوشش کر رہا ہے بالآخر **سراقہ** پیدل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مُرے ارادے کا ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ سے مؤدبانہ درخواست کی کہ جب آپ ﷺ قریش کو زیر کر لیں گے، اُس وقت مجھ سے اور میرے قبیلے سے بدلہ نہ لیجے گا۔ آپ ﷺ نے نہایت فراخ دلی سے **سراقہ** اور اس کے قبیلے کو معافی عطا فرمائی بعد ازاں **سراقہ** نے اسلام قبول کر لیا۔ (زاد المعاد)

بریدہ اسلمی اپنے قبیلے کا سردار تھا وہ بھی قریش کا انعام حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ بریدہ اور اس کے ساتھیوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کے راستے میں دیکھا تو بریدہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا اور آپ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے مختصر گفتگو کے دوران بریدہ کا دل موہ لیا۔ بریدہ اور اس کے قبیلے کے ستر لوگ فوراً اسلام میں داخل ہو گئے۔ بریدہ نے خوشی کے مارے اپنی سفید پگڑی کو ایک ڈنڈے سے باندھ کر پرچم بنایا۔ بریدہ یہ سفید پرچم لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت یہ نعرے لگاتے پہنچے ایک پیغمبر جو کہ امن اور انصاف کا بادشاہ ہے سفر کر رہا ہے۔

قبامیں داخلہ ﷺ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو مدینہ منورہ اور اس کے گرد و جوار کے قبیلے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنے کے لئے گھروں سے باہر بیٹھے رہے۔ دوپہر کے وقت جب سورج کی گرمی ناقابل برداشت ہو جاتی تو تھوڑی دیر کے لئے واپس اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ ایک روز ایک یہودی کسی کام کے لئے دوپہر کے وقت ایک ٹیلے پر چڑھا اس نے آپ ﷺ کو قبائلی کی طرف پیش قدمی کرتے دیکھا اس نے بلند آواز سے لوگوں میں اعلان کیا جس کا آپ کو انتظار تھا وہ آگئے ہیں۔ قبا کے مسلمان فوراً اپنے ہتھیاروں سے مزین ہو کر آپ ﷺ کے استقبال کو نکلے۔ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جبکہ صدیق اکبر ﷺ ہر آنے والے سے مصافحہ کرتے کچھ دیر کے بعد رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر دھوپ آ گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے اپنی چادر تان کر آپ ﷺ کے سر مبارک پر سایہ کیا تب لوگ سمجھے کہ رسول اکرم ﷺ کون ہیں۔ حضرت علی ﷺ نے بھی مکہ مکرمہ میں تین دن ٹھہر کر پیدل ہی مدینہ منورہ کا رخ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے قبا میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قبا میں قیام کے دوران قبا میں ایک مسجد تعمیر کی اس میں تمام مسلمانوں نے اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ قبا میں چند روز قیام کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی راستے میں آپ ﷺ نے قبیلہ بنو سالم بن عوف کی آبادی میں جمعہ پڑھایا ابھی اس مقام پر جمعہ مسجد کے نام سے مسجد موجود ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ ﷺ آپ ﷺ اسی روز مدینہ منورہ پہنچے آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ایوب انصاری کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ نے ان کے گھر قیام فرمایا اور جلد ہی ایک مسجد اور ایک حجرہ تعمیر کیا اس مسجد کی تعمیر میں بھی سب صحابہ کرام اور آپ ﷺ نے حصہ لیا۔ یہ مسجد ان پاکباز بندوں کے باہمی اجتماع اور میل و محبت کا مرکز بن گئی۔ چند روز بعد آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی دو بیٹیاں (بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، بی

بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا) اُسامہ بن زید، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی عبد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تیسری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بدر کی جنگ کے بعد مدینہ منورہ آسکیں۔

مدینہ کے لئے دعا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل دعا فرمائی:

”اے اللہ ہمارے نزدیک مدینہ منورہ کو اسی طرح محبوب کر دے جیسے مکہ مکرمہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ اور مدینہ منورہ کی فضا صحت بخش بنادے اور اس کے ماپنے کے پتھروں میں برکت دے اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ پہنچا دے۔“

(بخاری)

تبصرہ اویسی غفرلہ یہ مسلم ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی ہر دعا تو مستجاب ہوتی ہے مجملہ ان کے مدینہ پاک کے لئے دعا بھی ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ سے دوہری برکات ظاہر ہیں۔ آزمانے والے آزمائیں کہ مدینہ پاک کی ہر شے میں برکت ہی برکت ہے نہ صرف کھانے پینے یا دیگر دینیوی امور بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ سادات میں بھی اسی لئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد حرام میں ایک نیکی ایک لاکھ کا ثواب تو مسجد نبوی میں اڑھائی لاکھ۔ اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ ”مدینہ کے اہم واقعات“ میں لکھ دی ہے۔

اسلامی ریاست کی بنیاد حضور سرور عالم رضی اللہ عنہ کی ہجرت والی مدینہ منورہ کے بعد اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی اسلامی تاریخ کے مطابق رسول اکرم رضی اللہ عنہ تقاب میں جب پہنچے یہ محرم کا مہینہ تھا اور اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے علماء کہتے ہیں کہ رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور یہودی اور دوسرے قبائل سے تاریخی معاہدے کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کی بنیاد ایسی ٹھوس بنیادوں پر رکھی کہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ثابت ہوئی۔

فضیلت صدیق رسول اکرم رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا ساتھی بنایا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں بھی کیا ہے یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ اگر کوئی انصاف پسند انسان ٹھنڈے دل سے اس مضمون کو پڑھے تو اس کا دل گواہی دے گا کہ اس ہجرت کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت اعلیٰ کردار ادا کیا افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس کے باوجود بعض لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے

میں بکواس کرتے ہیں لیکن سورج کی طرف تھوک ڈالنے سے سورج کا کچھ نہیں بگڑتا اپنا حلیہ بگڑتا ہے۔

صلح حدیبیہ ﴿ مکہ کے مضافات میں صلح حدیبیہ اہم واقعہ ہے تاریخ میں ہے کہ ذی قعدہ ۶۱۰ھ کے

دوران رسول اکرم ﷺ اور مشرکین مکہ کے درمیان ایک تاریخی صلح نامہ طے پایا جو کہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب ہے آج اسے 'ہمیبہ' کہتے ہیں۔ اس صلح نامے کی کئی شرائط ایسی تھیں جو کہ مسلمانوں کے لئے بے عزتی اور کمزوری ظاہر کرتی تھیں اس لئے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین ایک قسم کے مغالطہ اور تذبذب میں پڑ گئے لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صلح نامہ مسلمانوں کے حق میں ایک عالی شان فتح غایت ہوا اور اس سے رسول اکرم ﷺ کی غیر معمولی فراست اور سیاست کا پتہ چلتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ دینی امور میں امام کل ہیں سیاسی امور میں بھی اعلیٰ مرتبہ کے پیشوا ہیں لیکن افسوس ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی پر کہ اس نے کہا کہ سیاست میں بعض امتی نبی ﷺ سے بڑھ جاتے ہیں۔ (نور ذہان) (الاضافات الیومیہ)

صلح حدیبیہ کا پس منظر ﴿ حضور نبی کریم ﷺ کا ہر کام خالی از حکمت نہیں ہوتا بلکہ ہر کام میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں منجملہ ان کے ایک صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی ہے کہ اس سے اور حکمتوں کے علاوہ فتح مکہ بھی ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔

واقعہ صلح حدیبیہ ﴿ پہلے ہم مختصر طور پر عرض کرتے ہیں مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کو اتنا ستایا کہ وہ اپنے آبائی گھروں سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے یہ ستانا صرف اس لئے تھا کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک رب العزت کا کلمہ پڑھتے تھے۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ملیا میٹ کرنے کے لئے مسلمانوں سے تین بڑی جنگیں (بدر، احد، احزاب) بھی کیں اس دوران رسول اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا جس میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں عمرہ کر رہے ہیں البتہ اس عمرہ کرنے کا وقت اور تاریخ وغیرہ کا ذکر نہ تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیان فرمایا۔ چونکہ ہر نبی کا خواب صحیح ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے عمرہ کرنے کے لئے سفر کا اعلان فرمایا اور مدینہ منورہ کے دیہاتیوں کو بھی شرکت کی دعوت دی اکثر دیہاتیوں نے عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے انکار کر دیا وہ کہنے لگے کہ درحقیقت رسول اکرم

ہمیں مشرکین سے لڑانا چاہتے ہیں اور اس طرح (نعوذ باللہ) رسول اکرم ﷺ ان کو ایک ہلاکت میں ڈھکیل رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

بَلْ طَسَّيْتُمْ أَنْ لَنْ يُنْقَلِبَ الرُّسُولُ وَ الْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَ زَيْنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَ طَسَّيْتُمْ ظَنَّ السُّوءِ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا (پارہ ۲۶، سورۃ الحج، آیت ۱۲)

ترجمہ: بلکہ تم تو یہ سمجھ ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھ ہوئے تھے اور تم نے بُرا اگمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو اس سفر کی توفیق نہ دی۔ رسول اکرم ﷺ نے تقریباً ۱۴۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کیا۔ انہوں نے عمرہ کے احرام باندھے اور قربانی کے جانور ساتھ لے لیے جب وہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب پہنچے تو مشرکین مکہ کے فوجی دستے نظر آئے مثلاً خالد بن ولید (جو کہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) اپنے فوجی دستہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے مستعد تھے علاوہ ازیں انہوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر رکھا تھا جہاں پانی فراوانی سے دستیاب تھا۔

فائدہ: یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے کفر کا دور ہے بعد کو سیف اللہ کے لقب سے نوازے گئے۔

معجزہ: رسول اکرم ﷺ خالد بن ولید کے دستہ سے دور ہٹ گئے اور ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی نہیں تھا۔ رسول اکرم ﷺ کو ایک پُرانا کنواں نظر آیا جس کی تہہ میں معمولی سا پانی تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے پانی سے کلی کر کے اس کنوئیں میں پانی پھینکا اور اپنا ایک تیرا اس کنوئیں میں نصب کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ کنوئیں سے پانی اُبلا نا شروع ہو گیا اور وہ کنوئیں کے کناروں تک پہنچ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی سے اپنے برتن بھر لئے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے ایک سنہری موقع کھو دیا۔ ہمیں چاہیے تھا کہ جب سب مسلمان نماز میں مشغول تھے ان پر اچانک حملہ کر دیتے۔ اب ہم انہیں اگلی نماز میں نہیں چھوڑیں گے اسی دوران اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر ”صلوۃ الخوف“ کی وحی بھیجی یعنی جنگ جیسے خطرناک حالات میں دو گروپوں میں بٹ کر کیسے نماز ادا کرنا ہوگی۔

حضرت عثمان غنی ؓ کے عشق کا نمونہ ﴿ رسول اکرم ﷺ نے سوچا کہ مجھے قریش مکہ کے

پاس اپنا ایک نمائندہ بھیجنا چاہیے جو ان کو واضح کرے کہ ہم جنگ کی نیت سے نہیں آئے، محض عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت عثمان ؓ کو چنا کیونکہ آپ ؓ نہ صرف مسلمانوں میں ہر دلعزیز تھے بلکہ مشرکین مکہ بھی آپ ؓ سے نہایت عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ نے مسلمانوں کے سفر کی حیثیت سے مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے ارادے سے باخبر کیا۔ مشرکین مکہ نے حضرت عثمان ؓ سے اچھا سلوک کیا یہاں تک کہ انہیں عمرہ کرنے کی بھی اجازت دے دی لیکن عثمان غنی ؓ نے انہیں دو ٹوک یہ جواب دیا جب تک رسول اکرم ﷺ عمرہ نہ کریں گے میں ہرگز عمرہ نہیں کروں گا۔ مشرکین نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی یہی نہیں بلکہ مشرکین نے اپنے پچاس آدمیوں کا دستہ مسلمانوں کے کیمپ کے پاس تعین کر دیا تاکہ وہ موقع ملتے ہی رسول اکرم ﷺ پر حملہ کر کے (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کر دیں لیکن رسول اکرم ﷺ کے پاسان محمد بن مسلمہ ؓ نے ان پر قابو پا کر سب کو حراست میں لے لیا اور ان کو رسول اکرم ﷺ کے پاس لے آئے اسی دوران دس دیگر مسلمان بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور حضرت عثمان ؓ کے ساتھ مل گئے جب مشرکین کو اپنے آدمیوں کی حراست کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی حضرت عثمان ؓ اور دیگر دس مسلمانوں کو حراست میں لے لیا۔ اس طرح حالات نہایت کشیدہ اور خطرناک صورت اختیار کر گئے۔ دونوں اطراف نہایت آسانی سے قیدیوں کو قتل کر سکتے تھے بعض افواہوں سے یہ پتہ چلا کہ مشرکین نے حضرت عثمان ؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا ہے۔

بیعت رضوان ﴿ جب رسول اکرم ﷺ نے یہ خبر سنی تو آپ ﷺ نے سب مسلمانوں کو ایک درخت کے

نیچے جمع کیا اور ان صحابہ سے مشرکین مکہ سے جنگ کرنے کی بیعت لی سب مسلمانوں نے باری باری آپ ﷺ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی (صرف جد بن قیس منافق نے نہ کی) پھر رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان ؓ کا ہاتھ ہے اور بیعت کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو ”بیعت رضوان“ کہتے ہیں۔ یہ حضرت عثمان ؓ کے لئے ایک اور اعزاز تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان ؓ کا ہاتھ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کی یہ بیعت بہت پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبِيعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَآتَاهُمُ فَتْحًا قَرِيبًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس بیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جواں
کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نظر میں شرکائے بیعت رضوان نہایت ہی اعلیٰ و افضل مومن تھے۔ حضرت
جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شرکائے بیعت رضوان کو فرمایا تم اس وقت کرۂ ارض پر بسنے والوں میں
سب سے افضل ہو۔ (بخاری و مسلم)

ام بشیر رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں
نہیں جائیں گے۔ (مسلم)

پس شرکائے بیعت رضوان کے لئے جنت کی ویسی ہی خوشخبری ہے جیسی کہ شرکائے بدر کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا انہوں نے اپنے تین

نمائندے (سہیل بن عمرو، جویطب اور کرز) کو رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ بات چیت کر کے اس نازک معاملے
کو سلجھایا جاسکے۔ سہیل نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی زندہ ہیں ہم ان کو واپس کر دیں گے اگر
آپ ﷺ ہمارے پچاس سپاہیوں کو واپس کر دیں پس اللہ تعالیٰ نے طرفین کو خون خرابہ کرنے سے بچالیا۔ قرآن میں ہے
کہ:

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّيَبْتُمْ عَنْهُمْ بِطَنٍ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادع مکہ میں بعد
اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اکرم ﷺ سے محبت و اطاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے

انہوں نے قریش مکہ کو یہ مشورہ دیا کہ ہمارے لئے بہتر یہ ہوگا کہ ہم مسلمانوں سے صلح کر لیں کیونکہ اگر مسلمان طاقت کے بل مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تو باقی عرب ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ ہمارے حق میں بہتر یہ ہے کہ ہم ان سے اس سال عمرہ کیے بغیر واپس مدینہ منورہ جانے کو کہیں اگلے سال وہ عمرہ پر آئیں اور وہ عمرہ کی غرض سے مکہ میں تین دن قیام کر سکتے ہیں۔ قریش کو یہ مشورہ بہت پسند آیا انہوں نے سہیل بن عمرو دوبارہ رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تا کہ اس طرح کا باہمی صلح نامہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو اور رسول اکرم ﷺ نہایت نرم و گرم بحث و مباحثہ کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح نامہ طے کرنے پر رضامند ہو گئے۔

صلح نامہ کی شرائط

(۱) رسول اکرم ﷺ اور ان کے ساتھی اس سال مکہ میں داخل نہ ہونگے وہ اگلے سال تین دن کے لئے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ آ سکتے ہیں۔

(۲) طرفین ایک دوسرے سے دس سال لڑائی نہ کریں گے۔

(۳) عرب قبائل اپنی مرضی سے مسلمانوں کے گروپ یا مشرکین کے گروپ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

(۴) اگر قریش کا کوئی مرد بھاگ کر رسول اکرم ﷺ کی پناہ لینا چاہے تو رسول اکرم ﷺ اُسے قریش کو واپس کر دیں گے اور اگر کوئی مرد مسلمانوں سے بھاگ کر قریش کی پناہ لینا چاہے تو قریش اُسے واپس نہیں کریں گے۔

صلح نامہ کا مضمون

رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو صلح نامہ تحریر کرنے کے لئے بلایا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پہلے **بسم الله الرحمن الرحيم** لکھیے۔ سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم **الرحمن اور الرحيم** کو نہیں جانتے۔ آپ ﷺ لکھیے، **باسمک اللهم** یعنی اللہ تمہارے نام سے شروع کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ویسے ہی لکھو جیسا کہ سہیل کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ لکھیے کہ یہ صلح نامہ محمد رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان ہے۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ ﷺ کو پیغمبر مان لیتے تو آپ ﷺ کو عمرہ کرنے سے منع نہ کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے تین جنگیں لڑتے۔

آپ ﷺ لکھیے محمد بن عبد اللہ اور قریش کے درمیان صلح نامہ۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو کہا کہ وہی لکھو جو

سہیل کہہ رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مٹا دو۔ حضرت علی ؑ نے یہ الفاظ نہ مٹائے بلکہ اسیر بن خضیر ؓ اور سعد بن عبادہ ؓ نے بھی حضرت علی ؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولے مت مٹاؤ۔ اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو ہمارے درمیان تلواریں ہی فیصلہ کریں گی۔

رسول اکرم ﷺ اُمی تھے اور اپنے ہاتھ سے کبھی لکھائی نہ کی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی ؑ سے کاغذ لے لیا اور آپ ﷺ نے محمد بن عبداللہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا جیسا کہ سہیل کی مرضی تھی اب رسول اکرم ﷺ نے سہیل سے کہا کہ انہیں اس سال کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت دی جائے۔ سہیل نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر ہم آپ ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے دیں تو باقی عرب قبائل ہمارا مذاق اڑائیں گے اور ہمیں آپ ﷺ سے کمزور اور شکست خوردہ سمجھیں گے۔ جب مندرجہ بالا چوتھی شرط لکھنے کی باری آئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً حضرت عمر ؓ نے بار بار عرض کیا کہ یہ شرط نہ ہو لیکن رسول اکرم ﷺ نے سہیل کی مرضی پر لکھوا دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان ﴿مشرکین مکہ نے بسم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اس صلح نامے میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تو اس بات کا امکان تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان نازک لمحات میں ایک دوسرے سے الجھ پڑتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پر سکونت طاری کر دی اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کے کتنے اطاعت گزار تھے مثلاً جب رسول اکرم ﷺ نے جنگ کے لئے بیعت لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدق دل سے بیعت کی اور جب رسول اکرم ﷺ نے جنگ کے بجائے صلح نامہ کیا تو بھی رسول اکرم ﷺ کی اطاعت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ اطاعت گزاری پسند آئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں فرمایا کہ:

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَآتَاهُمُ كَلِمَةً التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۶)

ترجمہ: جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں اُڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اُڑ تو اللہ نے اپنا طمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ابوجندل کا واقعہ ﴿سمیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابوجندل ؓ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ باپ نے بیٹے کو قید کر رکھا تھا اور ہر روز بہت اذیت دیتا۔ حضرت ابوجندل ؓ کسی طرح بھاگ کر رسول اکرم ؐ کے پاس پہنچ گئے اور پناہ مانگی اُس وقت صلح نامہ لکھا جا رہا تھا۔ سمیل نے کہا **شرط نمبر ۴** کے مطابق آپ ؐ حضرت ابوجندل ؓ کو میرے حوالے کریں ورنہ میں صلح نامہ پر دستخط نہ کروں گا۔ رسول اکرم ؐ نے سمیل سے بار بار کہا کہ حضرت ابوجندل ؓ کو ہمارے پاس رہنے دو لیکن سمیل نہ مانا بلکہ اپنے بیٹے کا کرت پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ رسول اکرم ؐ نے حضرت ابوجندل ؓ سے فرمایا کہ صبر کرو واللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور مکہ مکرمہ میں مقیم کمزور مسلمانوں کے لئے آسانی فرمانے والا ہے۔ ہم نے ابھی ابھی مشرکین سے صلح نامہ کیا ہے ہم وعدہ خلافی نہیں کرنا چاہتے۔ سمیل حضرت ابوجندل ؓ کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے گیا۔

بالآخر صلح نامہ پر طرفین کے دستخط ہو گئے اور رسول اکرم ؐ نے اپنا قربانی کا جانور ذبح کیا اور احرام کھول دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رسول اکرم ؐ کی اطاعت کے طور پر یوں ہی کیا۔ آپ ؐ انیس (۱۹) دن حدیبیہ میں اقامت کے بعد مدینہ منورہ کو لوٹے۔

معجزہ ﴿جب مسلمانوں کا قافلہ عسفان کے پاس پہنچا تو کھانے پینے کی اشیاء تقریباً ختم ہو چکی تھیں۔ رسول اکرم ؐ نے ایک چادر زمین پر بچھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ جو بھی تھوڑی بہت بچی کچھی اشیاء خوردنی ہیں اس چادر پر ڈال دو۔ جب سب جمع ہو گیا تو آپ ؐ نے دعا فرمائی اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس چادر سے کھانے کی دعوت دی **تقریباً ۱۴۰۰** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا اور باقی سفر کے لئے اپنے برتنوں میں کھانا ڈال لیا اس کے بعد بھی چادر پر کافی مقدار میں کھانا موجود تھا۔

فائدہ ﴿اس صلح نامے نے فتح مکہ کی راہ ہموار کر دی۔ یاد رہے کہ فتح مکہ اس صلح نامہ کے اکیس (۲۱) ماہ بعد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔

فائدہ: سورہ فتح نازل ہوئی جس میں کئی اور فتوحات اور بہت زیادہ مال غنیمت کی پیشگوئی کی گئی بلکہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ اسلام باقی سب مذاہب پر غالب آنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

سچا خواب: رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قضاہ عمرہ اگلے سال کیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ رسول اکرم ﷺ کا خواب درست تھا گواں میں عمرہ کرنے کا وقت معین نہیں کیا گیا تھا۔

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ بِالْحَقِّ لِنُدْخُلَنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فُجِعَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتَحْنَا قُرَيْشًا (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۷)

ترجمہ: بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی (یعنی فتح خیبر)۔

فتح مکہ: فتح مکہ سب سے اہم فتح تھی کیونکہ اس سے نہ صرف مشرکین مکہ نے شکست فاش کھائی بلکہ دیگر عرب قبائل نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ سے بیت اللہ ہر طرح بتوں سے پاک کر دیا گیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق علی الاعلان ہونے لگی۔

مشرکین کی خیانت: مشرکین مکہ نے ذوالقعدہ ۶ھ میں مسلمانوں سے صلح نامہ حدیبیہ طے کیا

تھا۔ مشرکین نے اس میں خیانت کی جس سے یہ صلح نامہ عملی طور پر ختم ہو گیا۔ اب انہیں خطرہ لاحق تھا کہ مسلمان ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صلح نامہ حدیبیہ کے وقت ہی مشرکین کے دلوں پر مسلمانوں کا ڈر ثبت کر دیا تھا اور وہ مسلمانوں کی فوقیت کے قائل ہو چکے تھے۔ اب ان کے سردار ہر رات مکہ مکرمہ کے گرد و جوار میں گھومتے رہتے تاکہ کسی طرح کے خطرے سے بروقت آگاہی ہو سکے۔ مشرکین کے ڈر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ رسول اکرم ﷺ سے صلح نامہ کی تجدید کرنے کی کوشش کرے۔ ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ یاد رہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ ابوسفیان اپنی بیٹی کے گھر ایک چٹائی پر بیٹھنے لگا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ چٹائی اٹھا دی اور کہا تم اس چٹائی پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ اس پر رسول اکرم ﷺ آرام فرماتے ہیں جبکہ تم ناپاک مشرک ہو۔

ابوسفیان اپنی بیٹی سے مایوس ہو کر باری باری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاتا کہ رسول اکرم ﷺ سے صلح نامہ کی تجدید کی سفارش کریں۔ ہر ایک نے ابوسفیان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ وہ بالکل مایوس ہو کر واپس مکہ پہنچ گیا۔ اس دوران رسول اکرم ﷺ نے مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مشرکین مکہ کو ہمارے حملے کی خبر نہ دو اور ہم اچانک ان کو جا پکڑیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد مشرکین مکہ کو رسول اکرم ﷺ کے ارادے سے آگاہ کرنے کی چند انسانی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اس پوشیدہ خبر رسانی کی سازشوں کی اطلاع دے دی اور آپ ﷺ نے ایسی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ آپ ﷺ نے دس رمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ کا رخ کیا اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا نائب مقرر فرمایا۔ اسلامی لشکر چپکے چپکے مکہ کی حدود تک پہنچ گیا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام مشرکین مکہ کو اپنی خیانت کے باعث پورا یقین تھا کہ مسلمان ان پر کسی لمحہ بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے ان پر بہت خوف طاری تھا ان کے اکابر بن ہر رات مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں گھومتے رہتے تاکہ کسی قسم کے خطرے سے بروقت آگاہ ہو سکیں۔ ایک رات جبکہ ابوسفیان، بدیل بن ورقہ اور حکیم بن حزام مکہ کی حدود کے پاس گھوم رہے تھے۔ اسلامی لشکر سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی رسول اکرم ﷺ کے خچر پر ان کے پاس

سے گزرے۔ انہیں رات کے اندھیرے میں ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ کی باہمی گفتگو سنائی دی۔ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور کہا ابوحنظہ؟ اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور بولا ابو الفضل؟ حضرت عباس ؓ نے ہاں میں جواب دیا۔

ابوسفیان نے پوچھا آپ ؓ رات کی تاریکی میں یہاں کس غرض سے پھر رہے ہیں۔ حضرت عباس ؓ نے اسے بتایا کہ رسول اکرم ؐ اپنے لشکر سمیت یہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا اور بولا کہ اس اچانک حملے سے یقیناً قریش کی مکمل تباہی ہوگی۔ ابوسفیان پوچھنے لگا کہ اب کیا حیلہ کارگر ہو سکتا ہے۔ حضرت عباس ؓ نے کہا کہ اگر مسلمانوں کو تمہارا پتہ چلا تو یقیناً تمہارا سر قلم کر دیں گے۔ تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اس فخر پر بیٹھ جاؤ میں تمہیں رسول اکرم ؐ کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تمہارے لئے امان کی درخواست کرتا ہوں۔ ابوسفیان حضرت عباس ؓ کے پیچھے بیٹھ گئے اور ابوسفیان کے دلوں ساتھی واپس مکہ روانہ ہو گئے۔

جب حضرت عباس ؓ کا فخر حضرت عمر ؓ کے پاس سے گزرا تو حضرت عمر ؓ نے ابوسفیان کو پہچان لیا اور اس کو قتل کرنے کے لئے لپکے۔ حضرت عباس ؓ نے فخر کو ایڑھی لگائی اور جلد رسول اکرم ؐ کے پاس پہنچ گئے حضرت عمر ؓ بھی وہاں آ گئے اور رسول اکرم ؐ سے عرض کی ابوسفیان اللہ کا دشمن ہے آپ ؐ اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس ؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ؐ! میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے۔ رسول اکرم ؐ نے حضرت عباس ؓ سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے ڈیرے میں لے جاؤ اور اسے کل صبح حاضر کرو۔

اگلی صبح رسول اکرم ؐ نے ابوسفیان سے کہا تم پر افسوس ہے کہ تم اب تک بھی نہیں سمجھ سکے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ؐ پر خدا آپ ؐ کتنے بردبار کتنے کریم اور کتنے خویش پرور ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہوتا تو اب تک میرے کام آیا ہوتا۔ آپ ؐ نے فرمایا افسوس کہ تم اب تک بھی یہ جان نہ سکے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ ؐ پر خدا بے شک آپ ؐ حلیم و کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن اس بات کے متعلق تو اب بھی میرے دل میں کچھ نہ کچھ

کھٹک رہا ہے اس پر حضرت عباس ؓ نے کہا ارے گردن مارے جانے کی نوبت سے پہلے پہلے اسلام قبول کر لو اور یہ شہادت واقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد ؐ اللہ کے رسول ہیں اس پر ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔

حضرت عباس ؓ نے رسول اکرم ؐ سے عرض کیا کہ ابوسفیان اعزاز پسند ہے لہذا اسے کوئی اعزاز عطا فرمائے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا اسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مکہ مکرمہ میں داخلہ ﴿ حضرت عباس ؓ نے ابوسفیان کو کہا کہ تم دوڑ کر مکہ جاؤ ابوسفیان تیزی سے مکہ پہنچا اور اس نے بلند آواز سے اعلان کیا قریش کے لوگو! اسلامی لشکر تمہارے سر پر آپہنچا ہے محمد ؐ اتنا بڑا لشکر لائے ہیں کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا جو ابوسفیان کے گھر جائے اُسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اُسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اُسے بھی امان ہے یہ سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد حرام کی طرف بھاگے۔

اب اسلامی لشکر رسول اکرم ؐ کی قیادت میں مسجد حرام کی طرف بڑھا۔ خالد بن ولید ؓ کو داہنے پہلو رکھا۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ کو بائیں پہلو اور حضرت ابو عبیدہ ؓ کو پیادے دستے کی کمان دی گئی۔ آپ ؐ نے سب کو ہدایت کی کہ کوہ صفا پر آپ ؐ سے آلیں۔ اسلامی لشکر کو کسی خاص مدافعت کا سامنا نہ کرنا پڑا البتہ قریش کے چند اوباشوں کی خالد بن ولید ؓ سے جھڑپ ہو گئی جس میں بارہ مشرک مارے گئے اور باقی فرار ہو گئے اس دوران دو مسلمان شہید ہوئے بالآخر سب اسلامی دستے کوہ صفا پر رسول اکرم ؐ سے جا ملے۔

مسجد حرام میں داخلہ ﴿ رسول اکرم ؐ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر اپنی اونٹنی پر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ ؐ نے بیت اللہ شریف کی چھت پر تین سو ساٹھ بُت پائے۔ آپ ؐ کے ہاتھوں میں ایک کمان تھی۔ آپ ؐ اُس سے بتوں کو ٹھوکر لگاتے اور یہ آیت کریم پڑھتے،

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۸۱)

ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

کمان کی ٹھوکر لگتے ہی ہر بت اپنے منہ کے بل گر جاتا اب رسول اکرم ﷺ نے طلحہ بن عثمان کو بلایا اور بطور فاتح اس سے خانہ کعبہ کی کنجی لے لی۔

بیت اللہ کے اندر داخلہ ﴿ رسول اکرم ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو وہاں تصویریں آویزاں نظر آئیں ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بھی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں فال گیری کے تیر تھے۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے خدا کی قسم ان دونوں پیغمبروں نے کبھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کو سب تصاویر سے پاک کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کر لیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کے اندر نماز ادا فرمائی اور پھر بیت اللہ شریف کے اندر پھرتے رہے اس کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ شریف سے باہر تشریف لائے قریش نے آپ ﷺ سے انتظار کر رہے تھے۔

تقریر نبی اکرم ﷺ ﴿ رسول اکرم ﷺ نے کعبے کے دروازے کو پکڑے ہوئے قریش سے یوں خطاب فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تمہارا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور تمہارا سارے جتھوں کو شکست دی۔ اے قریش! اللہ تعالیٰ نے تمہارا تکبر اور آباؤ اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُ شُعْبًا وَفَصَائِلَ لِنَعَارِفُوهُ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

معافی کا اعلان عام ﴿ قریش مکہ کے دلوں پر بہت خوف طاری تھا انہیں خوب یاد تھا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے حد ستایا اور آبائی وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ قریش مکہ نے رسول اکرم ﷺ

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے تین بڑی جنگیں لڑیں۔ اب قریش کے ذہن میں کئی خیالات گھوم رہے تھے۔ قریش نے دل ہی دل میں سوچا کہ غالباً رسول اکرم ﷺ قریش کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے یا یہ کہ قریش کی سب جائیدادوں پر قبضہ کر لیں گے یا کم از کم سب قریش کو غلام بنالیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے آج فاتح مکہ کے طور پر میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا اچھا کیونکہ آپ ﷺ ایک کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے ویسا ہی سلوک کروں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

لَا تَثْرِبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۹۲)

ترجمہ: آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ یعنی تم سب آزاد ہو۔ انسانی تاریخ میں اپنے خون کے پیاسوں کو اس طرح کی عام معافی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

عثمان شیبی ﷺ آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا اور فرمایا کہ آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے آپ ﷺ نے اسے فرمایا تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے قبل ہجرت تم سے کعبہ کی چابی مانگی تھی تو تم نے انکار کر دیا تھا پھر میں نے کہا تھا کہ ایک دن چابی میرے ہاتھ میں ہوگی پھر میری مرضی میں جسے چاہوں گا دوں گا۔ آج وہی دن ہے لویہ چابی تمہیں ہی عطا کرتا ہوں پھر کعبے کی کنجی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور حکم دیا کہ یہ قیامت کے دن تک اسی خاندان میں رہے گی۔

لیڈران قریش کی باہمی سرگوشیاں ﷺ اب ظہر کی نماز کا وقت آ گیا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال ﷺ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلال ﷺ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے اذان دی۔ حضرت بلال ﷺ کی اذان کے دوران قریش کے تین اکابر بن خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے آپس میں کانٹا پھوسی کر رہے تھے۔ عتاب بن اسید نے کہا کہ میں خوش ہوں کہ میرا والد فوت ہو چکا ہے کیونکہ اس کا لے لے گدھے کا (نعوذ باللہ) کعبے کی چھت پر شور مچانا بہت ناگوار گزرتا۔ اس پر حارث بن ہشام نے کہا سنو اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ سچے نبی ﷺ ہیں تو

میں ان کا پیر و کار بن جاؤں گا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ ننگریاں بھی میرے متعلق خبر دے دیں گی۔ جبریل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو ان کی باہمی سرگوشیوں سے آگاہ فرمادیا پھر آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ابھی جو تم نے باتیں کی ہیں مجھے معلوم ہو چکی ہیں پھر آپ ﷺ نے ان کی گفتگو کو دہرا دیا اس پر حارث اور عتاب بول اُٹھے خدا کی قسم! جب ہم نے یہ گفتگو کی تو ہمارے قریب کوئی اور شخص نہ تھا جو آپ ﷺ کو باخبر کرتا۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ ﷺ رسول اکرم ﷺ انیس (۱۹) دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے۔ آپ کو یہ پڑھ کر تعجب ہو گا کہ مکہ سے واپسی کے وقت رسول اکرم ﷺ نے انہی عتاب بن اسید ﷺ کو مکے کا گورنر مقرر کر دیا۔

انصار کے خدشات ﷺ فتح مکہ کے بعد انصار کے دل میں کئی خدشات پیدا ہوئے وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مکہ مکرمہ رسول اکرم ﷺ کی جائے پیدائش ہے اور یہ آپ ﷺ کا آبائی وطن ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اس مبارک شہر کی فتح عطا فرمائی غالباً رسول اکرم ﷺ اب مکہ مکرمہ میں ہی رہنا پسند فرمائیں گے۔ انصار کی اس گفتگو کے دوران رسول اکرم ﷺ صفا پر دعا میں مشغول تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر انصار کو بلوایا اور پوچھا کہ تم آپس میں کیا گفتگو کر رہے تھے۔ انصار نے ہچکچاہٹ کی جب رسول اکرم ﷺ نے انصار کو انصاریوں نے اپنے خدشات ظاہر کر دیئے اس پر آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا فکر مت کرو اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہی ہے انصاریہ بن کر بے حد خوش ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد بھی اپنی باقی ماندہ زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کرنی پسند فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر کئی اور بڑے بڑے تھے رسول اکرم ﷺ نے خالد بن ولید ﷺ کو عزنی، عمر بن عاص ﷺ کو سوئی اور سعد بن زید ﷺ کو منات نامی بتوں کو تباہ کرنے بھیجا اس طرح مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و جوار میں اللہ کا دین غالب آ گیا۔

قریش کے دو ہزار مردوں اور عورتوں نے رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ پر صفا پہاڑی پر بیعت کی اور کئی دیگر عرب قبائل سے بھی جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَ رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۚ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۖ وَ

اَسْتَغْفِرُكَ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (پارہ ۳۰ سورۃ النصر آیت ۳۱ تا ۳۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے۔ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔ تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

جب رسول اکرم ﷺ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے تو حضرت عباس

ﷺ رونے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عباس ﷺ سے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت عباس ﷺ نے فرمایا یہ

آیات ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے اور غالباً اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو جلد واپس بلا

لیگے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عباس ﷺ کی سوچ سے اتفاق کیا۔ دراصل یہ آخری مکمل سورت تھی جو آپ ﷺ پر

نازل ہوئی اور آپ ﷺ اس کے نزول کے اسی دن بعد رفیق حقیقی سے جا ملیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

خُطْبَةُ حُجَّةِ الْوِدَاعِ رسول اکرم ﷺ نے نہایت مشکل حالات میں ۲۳ سال اسلام کی دعوت دی اب

اللہ تعالیٰ ان کو ان کی مخلصانہ کاوشوں اور قربانیوں کے ثمرات دکھانا چاہتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے واہے میں

140,000 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور بعض روایات میں 124,000) کے ہمراہ حج کیا اور ۹ ذی الحجہ کو جبل رحمت

پر کھڑے ہو کر ایک تاریخی خطبہ دیا۔ ربیعہ بن امیہ خلف ﷺ آپ ﷺ کے خطبے کے الفاظ کو دہراتے تھے تاکہ آپ ﷺ کا

پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچ سکے جو آپ ﷺ سے بہت دور تھے۔ (ابن ہشام)

رسول اکرم ﷺ نے تسبیح و تکبیر کے بعد فرمایا آپ میری بات غور سے سنیے کیونکہ ممکن ہے کہ مجھے اس کے بعد

آپ سے اس مقام پر ملنے کا موقع نہ ملے۔ ”اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کی اطاعت کرتے رہے تو اللہ

تعالیٰ تمہاری جان و مال اور عزت کو تمہارے آخری دم تک محفوظ رکھے گا پھر آپ ﷺ نے سامعین سے پوچھا کیا میں نے

بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ اے اللہ! تو ہی فرما کہ جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا

نہیں؟ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جو بات میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔ میری آپ کے لئے یہ نصیحت ہے کہ

امانت میں خیانت نہ کرو۔ امانت کو اصلی حالت میں لوٹاؤ۔ اے لوگو! زمانہ جاہلیت کی ربا خوری اسلام میں حرام ہے تم اپنا اصل مال واپس لے سکتے ہو صرف ربا حرام ہے۔ میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس ؓ کا واجب الادا سود ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا تو اس کی سزا بھی قتل ہوگی لیکن اگر قتل غیر ارادی طور پر ہوا تو اس کو دیت کی صورت میں ایک سو اؤنٹ ادا کرنا ہوگا رسول اکرم ﷺ نے سامعین سے پھر پوچھا کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ اے اللہ تو ہی فرما کہ جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جان لو کہ آج پلیس مایوس ہو چکا ہے کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ تمہارے ملک میں اس کی پیروی کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں مگر تم بھولو کہ شیطان پھر بھی تمہارا تعاقب کرتا رہے گا لہذا تم لوگ ہمیشہ ہوشیار رہو تا کہ شیطان بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں مداخلت کر کے تمہارے دین کی جڑیں کھوکھلی نہ کر سکے۔ اے لوگو! اسلام میں حرمت کے مہینے وہی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے یعنی **رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم**۔ تم ایک عام مہینے کو حرمت کے مہینوں میں جگہ نہ دو۔ اے لوگو! اب میں تمہیں تمہاری عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔ تمہاری عورتیں تم پر حق رکھتی ہیں اور تم بھی ان پر حق رکھتے ہو ان کا فرض ہے کہ تمہاری عزت و آبرو کی حفاظت کریں اور جنہیں تم پسند نہیں کرتے انہیں گھر میں نہ آنے دیں۔ ہاں اگر وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہیں تو خدا نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان سے دوری اختیار کرو اور بوقت ضرورت مارو بھی لیکن شدت سے نہیں۔ اگر وہ اپنے فرائض انجام دیں تو تمہارا فرض ہے کہ انہیں اچھی غذا اور مناسب لباس فراہم کرو۔ تمہاری عورتیں تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں ان سے حسن سلوک اور شفقت و مہربانی کا برتاؤ کرو اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ان سے نکاح کرو۔ (مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے ایک بار پھر پوچھا کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے کہ نہیں؟ اے اللہ تو ہی فرما جو ذمہ داری تو نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں؟ حاضرین نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے دوسرے بھائی کے مال میں اس کی رضا مندی کے بغیر دست اندازی نہیں کر سکتا۔ اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن زنی مت کرنا بلکہ اسلامی

اُخوت و پیار سے رہنا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت چھوڑ کر جاؤں گا اگر تم نے ان پر عمل کیا تو وہ تمہیں گمراہی سے بچاتے رہیں گے۔

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا جَد بھی ایک ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو جن کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا چنانچہ تم سب کا خیر بھی مٹی ہے اس لئے تم میں سے کوئی کسی دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتا نہ عربی، عجمی پر اور نہ عجمی عربی پر بلکہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

اے لوگو! سامعین کو چاہیے کہ میری یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں تاکہ میری بات سب مسلمانوں تک پہنچ جائے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے لئے میراث میں سے ایک حصہ مقرر فرمایا لہذا ایسی وصیت مت کرنا کہ کسی وارث کو اس کے حصے سے زیادہ ملے اور دوسروں کی حق تلفی ہو۔ ہاں اگر تم کسی غیر رشتہ دار کے لئے وصیت کرنا چاہو تو تمہاری وارث کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سامعین سے فرمایا کہ تم میں سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تعلیم و تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور تین بار فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہے، اے اللہ گواہ رہے، اے اللہ گواہ رہے۔

پھر آپ ﷺ نے السلام و علیکم کہہ کر خطبہ ختم کیا جب آپ ﷺ خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پارہ نمبر ۶، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

یہ خوشخبری سن کر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ کو سن کر رونے لگے ساتھیوں نے سب پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر کمال کے بعد نقص ہی تو ہے۔ (بخاری)

آخری گزارش

حضور سرور عالم ﷺ کی مکی زندگی مبارک کو اگر بالاستیعاب لکھا جائے تو ضخیم کتاب ہو جائے فقیر نے صرف اختصار کے پیش نظر چند امور درج کئے ہیں تاکہ عاشق مصطفیٰ ﷺ مکہ کے حالات پڑھ کر حقیقی عشق رسول ﷺ حاصل کر سکیں۔ اللہ بطفیل حبیب اکرم ﷺ فقیر کی کاوش قبول فرما کر فقیر اور ناشرین کے لئے زادِ راہِ آخرت اور ناظرین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین و صلی آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری
ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاول پور پاکستان
دوران پرواز جہازِ امدیہ طیبہ تارِ یاض (نجد)
رسالہ ہذا اختتام پذیر ہوا ۱۶ شوال ۱۴۲۸ھ